حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور ہم

مؤلف
ڈاکٹر سید محمد عامر گیلانی

ناشر
شبیر برادرز
اردو بازار۔ لاہور

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور ہم

ڈاکٹر سید محمد عامر گیلانی



شبیر برادرز
فون: 042-7246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور ہم

ناشر	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	مئی 2007ء / ربیع الثانی 1428ھ
کمپوزنگ	ورڈز میکر
سرورق	باھو گرافکس لاہور
قیمت	=/40 روپے



فہرست

مجھ کو سوزِ بلال رضی اللہ عنہ اور سوزِ رضا رحمۃ اللہ علیہ
دے دو سوزِ اویس رضی اللہ عنہ سوزِ مدنی ضیا رحمۃ اللہ علیہ
واسطہ تجھ کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم اسی غوث رضی اللہ عنہ کا
شاہِ بغداد جو تیرا دلدار ہے

(ریگذارِ مدینہ)

از۔ حضرت محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی

انتساب

عاشق مدینہ

ابوالبلال حضرت محمد الیاس عطار قادری

دامت برکاتہم العالیہ

کے نام

جن کی نظر عنایت نے بے شمار گمراہ لوگوں کے دلوں میں غم مدینہ، سوز بلال رضی اللہ عنہ اور درد اویس رضی اللہ عنہ پیدا کیا۔

عرضِ مؤلف

اللہ عزوجل کے محبوب و مقبول بندوں کے حالات، واقعات اور خصائص کا پڑھنا قرآن وحدیث کے بعد عظیم ترین مطالعہ ہے کیونکہ انہی نفوس قدسیہ نے اپنی زندگیوں کے ذریعے احکامات قرآن حدیث کی عملی تصویر کشی فرمائی۔ ان اولیاء کرام علیہم الرحمۃ الرحمٰن کی سیرت وحالات زندگی کے بارے میں جاننے کے بعد ہمارے دلوں میں قدرتی طور پر ان بزرگ ہستیوں کے لئے محبت وعقیدت کے جذبات اُبھرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپائے عظمت میں حاضر ہوکر عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کے لیے کیا حکم ہے کہ جس نے کسی کو نہ دیکھا ہو اور نہ ہی ملاقات کی ہو اور نہ ہی اس کی صحبت میں رہا ہو اور نہ ہی اس کے عمل پر عمل کیا ہو مگر اس کو دوست رکھتا ہو۔ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہوگا۔

جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دیوانہ وار محبت کی تو وہ ہمارے لیے مثالی عاشق اور برگزیدہ ہستی بن گئے۔ اسی طرح اگر ہم اولیاء کرام علیہم الرحمۃ الرحمٰن سے محبت کریں گے تو ہم بھی انشاء اللہ ان کے ساتھ ہوں گے جیسا کہ حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ ورسائل ومکاتیب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کے نقش قدم پر چلتا ہے اسے اس بزرگ کا مرتبہ ومقام نصیب ہوجاتا ہے۔

ہم اکثر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر اور چند مشہور واقعات سنتے رہتے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس دیوانہ رسول ﷺ کی حیات

مبارکہ کے بارے میں کچھ جاننا چاہیے۔اس بارے میں کچھ کتابیں پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی مگر جس چیز کی تلاش تھی اس سے عاری پایا اس لیے کافی محنت کے بعد کچھ مواد جمع کر کے اس کتاب کی تالیف شروع کی۔ میری یہ کوشش رہی کہ ادب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بے جا طوالت سے بچتے ہوئے حضرت اویس قرنی ؓ کی سیرت پاک کو ایک جامع کتاب کی شکل میں پیش کرسکوں مگر یہ فیصلہ تو اب آپ ہی کر سکتے ہیں کہ میں اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں۔ میں نے یہ کتاب بالخصوص مندرجہ ذیل حضرات کے لیے تحریر کی ہے۔

- اہل دل' اہل نظر' اہل محبت کے لیے
- اہل ارشاد' اہل فیض' اہل فراست کے لیے
- اہل دانش' اہل درد' اہل درایت کے لیے
- اہل ادبت' اہل جذب' اہل انابت کے لیے
- اہل نور' اہل شعور' اہل شہادت کے لیے
- اہل فقر' اہل فنا' اہل فتوت کے لیے
- اہل ظرف' اہل ضمیر' اہل ذکاوت کے لیے
- اہل ترک' اہل تمنا' اہل حسرت کے لیے
- اہل حق' اہل یقین' اہل امانت کے لیے
- اہل صدق' اہل ولا' اہل ولایت کے لیے
- اہل تمکین' اہل سکر' اہل سکینت کے لیے
- اہل معنی' اہل لفظ' اہل عبادت کے لیے
- اہل اسراء' اہل کشف' اہل کرامت کے لیے
- اہل شوق' اہل ذوق' اہل ہمت کے لیے
- اہل قرار' اہل امر' اہل امامت کے لیے
- اہل ذکر' اہل فکر' اہل فطنت کے لیے
- اہل راز' اہل رموز' اہل ریاضت کے لیے
- اہل سوز' اہل ساز' اہل صحبت کے لیے

- اہل ناز' اہل نیاز' اہل نزاکت کے لیے
- اہل ہوش' اہل جوش' اہل جودت کے لیے
- اہل حال' اہل کمال' اہل کہانت کے لیے
- اہل جدت کے لیے' اہل روایت کے لیے
- اہل خواب' اہل خیال' اہل خطابت کے لیے
- اہل حیرت کے لیے' اہل حرارت کے لیے

آیئے! اس کتاب کو دل کی آنکھوں سے پڑھ کر عشق و مستی کے عالم میں غوطہ زن ہو جائیں تا کہ ہماری روح بھی بندگی خدا اور عشق رسول خدا ﷺ سے اسی طرح سرشار ہو جائے جس طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی روح مبارک پر جب یہ کیفیت گزری تو آپ رضی اللہ عنہ نے جھوم جھوم کر اپنے تمام دانت مبارک ایک ایک کر کے شہید کر دیے اور انہی اداؤں نے انہیں یہ قابل رشک مقام اعلیٰ دلوا دیا کہ سرکار ﷺ سینہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر یمن کی طرف رخ انور کرتے ہوئے فرماتے "میں یمن کی طرف سے نسیم رحمت پاتا ہوں" اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے عاشق ہونے کے اعتراف میں فرما دیا کہ "تابعین میں میرا عزیز ترین دوست اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہے"۔

کتاب کے آخر میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ' حالات و خصائص پیش نظر رکھتے ہوئے آج کے مسلمانوں کے لیے کچھ سبق اخذ کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہم کچھ سوچنے پر مجبور ہو سکیں۔

دعا ہے کہ اللہ عزوجل اس عاشق زار کے صدقے میری اس کوشش کو قبول فرماتے ہوئے ذریعہ نجات بنائے اور جن احباب نے اس تالیف میں میری رہنمائی فرمائی ان سب کے درجات بلند فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

طالب دعا' سگ عطار

محمد عامر گیلانی

۶/۱۲/۹۱ بروز جمعۃ المبارک

منقبت

منزل عشق کا مینار اویس قرنی ؓ
عاشقِ سید ابرار ﷺ اویسِ قرنی ؓ

رحمت حق کے طلبگار اویس قرنی ؓ
ہم گنہگاروں کے غمخوار اویس قرنی ؓ

ظاہری آنکھوں کو دیدار محمد ﷺ نہ ہوا
پھر بھی کرتے تھے بہت پیار اویس قرنی ؓ

دل کے آئینے میں جلوہ تھا حبیب حق ﷺ کا
روز کر لیتے تھے دیدار اویس قرنی ؓ

دنیا داروں سے بہت دور رہا کرتے تھے
عشق میں رہتے تھے سرشار اویس قرنی ؓ

بخشش امت مرحوم کی کرتے تھے دعا
طالب احمد مختار ﷺ اویس قرنی ؓ

ہو سکندر کا یہ اظہار عقیدت منظور
آپ ؓ کی مدح میں اشعار اویس قرنی ؓ

قرنی کی وجہ تسمیہ

قرن یمن کے نواح میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جب اس کی تعمیر کے سلسلہ میں کھدائی کی گئی تو زمین سے گائے کا ایک سینگ نکلا۔ عربی میں چونکہ سینگ کو قرن کہتے ہیں اس لیے گاؤں کا نام قرن مشہور ہو گیا۔ یمن کے لوگ نہایت رقیق القلب اور حق شناس ہوتے ہیں۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ اسی نام کی نسبت سے قرنی کہلاتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر بال بہت زیادہ تھے۔ اس لیے انہیں قرنی کہا گیا۔

حسب نسب

آپ رضی اللہ عنہ قرن کے مراد نامی قبیلہ کے ایک شخص عامر کے گھر پیدا ہوئے۔ چند روایات کے مطابق آپ کا نام عبداللہ جبکہ بعض کے مطابق ابن عبداللہ ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی پکارا جاتا ہے مگر آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام مبارک اویس (رضی اللہ عنہ) رکھا اور اسی سے آپ رضی اللہ عنہ زیادہ مشہور ہوئے۔

علمائے انساب نے آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب دو طریقوں سے لکھا ہے۔

۱- اویس رضی اللہ عنہ بن عامر بن جزء بن نالک بن عمرو بن مسعدہ بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن رومان بن ناجیہ بن مراد المرادی القرنی۔

۲- اویس رضی اللہ عنہ بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن سعد بن عصوان بن قرن بن رومان بن ناجیہ مراد بن مالک مزحج بن زید......الخ

یہ خاندان یعرب بن قحطان تک جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ قحطانی النسل عربوں کو "عرب العاریہ" کہا جاتا ہے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے والد گرامی آپ رضی اللہ عنہ کی کم سنی ہی میں وصال فرما گئے اور والدہ ضعیف اور نابینا تھیں جن کی خدمت میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے عمر مبارک کا زیادہ تر حصہ بسر فرمایا۔

دین حضرت اویس رضی اللہ عنہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ قبیلہ مراد نے اپنا آبائی مذہب ترک کر دیا تھا اور جلیل القدر پیغمبر حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیروکار بن گیا تھا۔ اس لحاظ سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ایک مسلمان قبیلہ اور خاندان میں پیدا ہوئے۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے سرکارِ مدینہ سرور قلب وسینہ ﷺ پر ایمان لانے کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ اس لیے کچھ کہنا مشکل ہے مگر یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ سرور کائنات ﷺ کی رسالت اور فیوض و برکات کی جب تمام عرب میں شہرت ہوئی تو دوسری علاقوں کی طرح یمن کے لوگ بھی حضور پرنور ﷺ کے اسم مبارک اور ذات گرامی سے آگاہ ہو گئے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فطرت صالح عطا کی تھی۔ انہوں نے جب ذکر پاک رحمۃ اللعالمین ﷺ سنا تو دل نے سرکار ﷺ کے سچے رسول ہونے کی گواہی دے دی۔ گویا ان کو غائبانہ تصدیق قلبی حاصل ہو گئی اور پھر یہ ایمان والہانہ عشق کی صورت اختیار کر گیا۔ اسی عشق نے آپ رضی اللہ عنہ کو فنافی الرسول کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہر وقت سرکارِ دو عالم ﷺ کے احوال کی جستجو کرتے رہتے اور ہر وقت سنت مصطفوی ﷺ پر چلنے کی کوشش کرتے رہتے۔

زہد وقناعت، عبادت و ریاضت اور اتباع رسول ﷺ کی انہوں نے ایسی مثال قائم کی کہ آج تک صلحائے امت کے لیے باعث رشک ہے۔

حلیہ مبارک

آپ رضی اللہ عنہ کا جسم مبارک کمزور اور دبلا پتلا' قد لمبا' رنگ سفیدی مائل گندمی' کندھے فراخ' آنکھیں سیاہ' نظر اکثر سجدہ گاہ پر رہتی' چہرہ مبارک گول اور پر ہیبت' داڑھی گھنی' سر کے بال الجھے ہوئے اکثر گرد و غبار سے اَٹے ہوئے اور لباس میں عام طور پر دو کپڑے شامل ہوتے ایک اونٹ کے بالوں کا کمبل اور دوسرا پاجامہ۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ برص کے مرض میں مبتلا ہوئے تو بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی۔ "یا الٰہی مجھ سے یہ مرض دور فرما البتہ ایک نشان میرے جسم پر باقی رہے تا کہ میں تیری رحمت و شفقت کو ہمیشہ یاد کرتا رہوں"۔ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر (بروایت دیگر پہلو پر) ایک درہم کے برابر سفید نشان تھا۔

تعلیم و تربیت

اگرچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ظاہر تعلیم حاصل نہیں کی مگر نبی پاک ﷺ سے محبت و عقیدت کے روحانی توسل سے نہ صرف آپ رضی اللہ عنہ سرکارِ مدینہ ﷺ سے روحانی تربیت یافتہ تھے بلکہ سرور کائنات ﷺ کی جناب میں آپ رضی اللہ عنہ کو مرتبہ محبوبیت بھی حاصل تھا جیسا کہ حضرت علامہ عبدالقادر اربلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف "تفریح الخاطر" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کامل انسانوں کی ارواح کا فیض کئی طرح سے ہوتا ہے۔ عالم ظاہر میں بالمشافہ تربیت اور تربیت کبھی مربی اپنی زندگی میں کرتا ہے اور کبھی مرنے کے بعد۔ اول جیسے سرکارِ دو عالم نورِ مجسم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت فرمائی۔ دوم وہ تربیت جو نبی کریم ﷺ ظاہری پردہ فرمانے کے بعد فرماتے رہے ہیں۔ سوم عالم خواب میں تربیت' چہارم ارواح مجردہ کی تربیت کرنا جیسے نبی کریم ﷺ کی روح مبارک نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تربیت فرمائی اسے تربیت روح کہا جاتا ہے"۔

سادگی

حضرت اویس قرنیؓ نے دنیا کو اپنے اوپر اس قدر تنگ فرما لیا تھا کہ لوگ انہیں دیوانہ سمجھتے۔ آپؓ کے لباس، خوراک، گفتار غرضیکہ ہر ہر ادا میں سادگی جھلکتی تھی۔ آپؓ نے نہ دنیا کی کوئی چیز اکٹھی کی نہ دنیا سے کچھ اٹھایا سادگی ہی کی وجہ سے لڑکے آپؓ کو دیوانہ سمجھ کر چھیڑتے اور ڈھیلے مارتے تو آپؓ فرماتے۔ "بچو! چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارو تاکہ میرا خون نہ بہے اور میں نماز روزہ سے عاجز نہ ہو جاؤں"۔

آپؓ کا ظاہری حلیہ مبارک ایسا سادہ تھا کہ بچوں کے علاوہ بڑے بھی آپؓ کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

خوراک

حضرت اویس قرنیؓ دنیا سے بالکل دل برداشتہ ہو گئے تھے اور انہوں نے ترک دنیا پر بڑی بڑی سختیاں برداشت کی تھیں لوگ انہیں دیوانہ سمجھتے تھے۔ آپؓ کی قوم کے چند لوگوں نے ایک علیحدہ مکان بنوایا تھا۔ آپؓ اسی مکان میں رہتے۔ اذان فجر کے وقت گھر سے نکل جاتے اور نماز عشاء پر واپس تشریف لاتے۔ واپسی پر راستہ سے چھوہاروں کی گٹھلیاں چن کر لاتے اور انہیں کھا لیا کرتے کبھی گٹھلیاں بیچ کر چھوہارے خرید لیا کرتے۔ کچھ چھوہارے افطار کے لیے رکھ چھوڑتے۔ اگر اتنے چھوہارے یا کھجوریں مل جاتیں جو خوراک کو کفایت کرتیں تو بہتر (خستہ) کھجوریں صدقہ فرما دیتے۔ رات ہوتے ہی تمام سامان خورد و نوش جو آپؓ کے پاس ہوتا مستحقین میں تقسیم فرما دیتے۔

لباس

آپؓ کا لباس نہایت سادہ تھا۔ بیشتر روایات کے مطابق آپؓ کوڑیوں سے چیتھڑے اٹھا لاتے اور انہیں دھو کر جوڑ لگا کر خرقہ سی لیا کرتے بس یہی آپ کا لباس ہوتا۔

حضرت محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فصل الخطاب میں حضرت حسن بصریؓ کی روایت سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپؓ نے حضرت سلمان فارسیؓ کو پیوند لگے ہوئے

کمبل میں اور حضرت اویس قرنی ﷜ کو اونٹ کے پشم کے پیوند لگے ہوئے لباس میں دیکھا ہے۔

حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف تذکرۃ الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی ﷜ کے پاس اونٹ کے بالوں کا ایک کمبل تھا۔ لباس میں ایک تہبند یا ازار اور ایک چادر تھی۔ اکثر کبھی یہ کپڑے پھٹ جاتے تو کسی سے سوال نہ کرتے۔

شرح تعرف میں درج ہے کہ آپ ﷜ کے پاس بالوں کی ایک چادر اور ایک پاجامہ تھا۔

حیات الذاکرین میں لکھا ہے کہ آپ ﷜ کوڑیوں پر سے چیتھڑے چن لاتے تھے اور اپنا لباس بنا لیتے تھے۔ ایک روز کوڑی پر ایک کتا بیٹھا تھا۔ آپ ﷜ کو دیکھ کر بھونکنے لگا۔ آپ ﷜ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''بھونکتا کیوں ہے؟ جو کچھ تیرے پاس ہے تو کھا اور جو کچھ میرے پاس ہے میں کھاؤں گا۔ اگر میں بخیریت پل صراط سے گزر گیا تو میں تجھ سے بہتر ورنہ میں تجھ سے بھی بدتر ہوں''۔

بسر اوقات

کشف المحجوب میں سیدنا علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق ﷜ نے اہل قرن سے حضرت اویس قرنی ﷜ کے بارے میں دریافت فرمایا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ ایک دیوانہ ہے' آبادی سے دور ویرانہ میں پڑا رہتا ہے کسی سے ملتا ہے نہ جو کچھ لوگ کھاتے ہیں وہ کھاتا ہے۔ غم اور خوشی سے ناواقف ہے جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔

شتربانی

آپ ﷜ کا ذریعہ معاش شتربانی تھا جس سے آپ ﷜ اپنی اور اپنی والدہ کی خوراک کا انتظام فرماتے تھے اور یمن میں آپ ﷜ جیسا مفلس کوئی اور نہ تھا۔

شب و روز

سیدنا حضرت اویس ﷜ اکثر دو کام کیا کرتے تھے۔ لوگوں کے اونٹ چرانا یعنی شتر

بانی کرنا یا پھر کھجور کی گٹھلیاں زمین سے چن کر بازار میں فروخت کرنا۔ ان دونوں مشاغل سے فارغ ہو کر آپ رضی اللہ عنہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتے۔ اکثر شب و روز عبادت میں گزر جاتے۔ دن میں اکثر روزہ سے رہتے۔ شام کو چند عدد خرمے کھا کر نماز میں مشغول ہو جاتے۔ کبھی نیند کا غلبہ ہوا کرتا تو اللہ عزوجل سے عرض کرتے۔ ''یا الٰہی میں سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے پناہ مانگتا ہوں''۔

عبادت

سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ایک شب میں فرماتے۔ ''یہ شب رکوع کی ہے'' اور پوری رات رکوع میں گزار دیتے۔ دوسری شب فرماتے ''یہ شب سجدہ کی ہے'' اور پوری رات سجدہ میں گزار دیتے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ دراز راتیں ایک حالت میں گزار دیں؟ فرمایا: ''دراز راتیں کہاں ہیں؟ کاش ازل سے ابد تک ایک رات ہوتی جس میں ایک سجدہ کر کے نالہائے بسیار اور گریہائے بے شمار کرنے کا موقعہ نصیب ہوتا۔ افسوس کہ راتیں اتنی چھوٹی ہیں کہ صرف ایک دفعہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' کہنے پاتا ہوں کہ دن ہو جاتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ پاکیزگی کا بڑا خیال رکھتے۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ تین دن اور تین رات کچھ نہ کھایا پیا۔ راستہ میں ایک ڈلی پڑی ملی اسے اٹھا کر کھانا چاہا تو خیال آیا کہ حرام نہ ہو۔ فوراً پھینک کر چل پڑے۔

حکایت

کیمیائے سعادت اور تذکرۃ الاولیاء کے مطابق حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملنے گیا۔ دیکھا کہ فجر کی نماز میں مشغول ہیں۔ نماز کے بعد تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو گئے۔ میں منتظر رہا کہ فارغ ہو جائیں تو ملاقات کروں مگر وہ تاظہر فارغ نہ ہوئے۔ میں نے ظہر کی نماز کو ملنا چاہا لیکن وہ تسبیح و تہلیل سے فراغت ہی نہ پاتے۔ اسی طرح تین شب و روز میں انتظار میں رہا۔ اس دوران میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو نہ

کھاتے پیتے اور نہ ہی آرام فرماتے دیکھا۔ میں نے چوتھی رات بغور دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں کچھ غنودگی نظر آئی۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً دعا کی کہ اے اللہ عزوجل میں پناہ مانگتا ہوں بہت سونے والی آنکھ اور بہت ذلیل وخوار پیٹ سے۔ میں نے یہ حال دیکھ کر دل میں سوچا کہ آپ کی اتنی ہی زیارت غنیمت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو مل کر پریشان نہ کروں۔ لہٰذا میں ملاقات کیے بغیر واپس چلا آیا۔

•=•=•=•=•=•=•=•=•=•=•

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا احادیث مبارکہ میں تذکرہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ سرکارِ دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی ملتا ہے۔ چند احادیث کو حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''جمع الجوامع'' میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ کے آخری باب تذکرۂ یمن وشام کے تحت اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ معدن العدنی میں تحریر فرمایا ہے۔ ان احادیث کا مفہوم کچھ اس طرح ہے۔

۱- سرکارِ دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبیلہ مراد کا ایک شخص ہے اس کا نام اویس (رضی اللہ عنہ) ہے وہ تمہارے پاس یمن کے وفود میں آئے گا۔ اس کے جسم پر برص کے داغ تھے جو سب مٹ چکے ہیں صرف ایک داغ جو درہم کے برابر ہے باقی ہے وہ اپنی والدہ ماجدہ کی بہت خدمت کرتا ہے جب وہ اللہ عزوجل کی قسم کھاتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو پوری کرتا ہے۔ اگر تم اس کی دعائے مغفرت لے سکو تو لینا۔ (مسلم)

۲- حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''تابعین میں میرا بہترین دوست اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہے''۔ (حاکم، ابن سعد)

۳- سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تابعین میں میرا دوست اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہے۔ اس کی ماں ہوگی جس کی وہ خدمت کرتا ہوگا اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بات کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کرتا ہے۔ اس کے جسم پر ایک سفید داغ ہوگا۔ اے صحابہ!

(رضوان اللہ اجمعین) تم اگر ملو تو اس سے دعا کروانا۔ (مسلم)

۴- نبی پاک ﷺ نے فرمایا "میری امت میں میرا دوست اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہے"۔ (ابن سعد)

۵- سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ ﷺ نے فرمایا۔ "میری امت میں بعض ایسے بھی ہیں جو برہنہ رہنے کے سبب مسجد میں نہیں آسکتے' ان کا ایمان لوگوں سے سوال کرنے نہیں دیتا۔ انہی میں سے اویس (رضی اللہ عنہ) اور ہرم بن حیان (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ (ابن نعیم)

۶- سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ نے فرمایا۔ "میری امت میں ایک اویس (رضی اللہ عنہ) نامی شخص ہوگا۔ ربیع ومضر (قبیلے) کے آدمیوں کے برابر میری امت کی شفاعت کرے گا۔ (ابن عدی)

۷- سرکارِ دوعالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں سے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ مضر اور قبیلہ ربیع کے آدمیوں سے زیادہ لوگ بہشت میں جائیں گے اور اس کا نام اویس (رضی اللہ عنہ) ہوگا۔ (ابن شیبہ' مستدرک از ابن عباس)

۸- مدنی تاجدار ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو لوگ اویس بن عبداللہ قرنی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں۔ تحقیق اس کی دعائے مغفرت سے میری امت قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر تعداد میں بخش دی جائے گی۔ (ابن عباس)

۹- سرکارِ مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ یمن کی طرف رخ فرماتے سینہ مبارک سے کپڑا اٹھاتے اور فرماتے۔ "میں یمن کی طرف سے نسیم رحمت پاتا ہوں"۔

(حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ یہاں اشارہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی طرف ہے)۔

۱۰- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: "تابعین میں سب سے بہتر ایک شخص ہے جس کا نام اویس (رضی اللہ عنہ) ہے اس کی ایک ضعیف والدہ ہے۔ اویس (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ پر برص کا نشان ہے۔ پس جب تم اس سے ملو تو اسے

کہنا کہ امت کے حق میں مغفرت کی دعا کرے۔ (مسلم' ابونعیم)

اس حدیث مبارکہ میں سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہلے ہی سے فرمادیا کہ تم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملو گے بلکہ ملنے کی ترغیب بھی دلادی اور امت کے حق میں دعائے مغفرت کرانے کا حکم بھی فرمادیا۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ کو ہر امتی کے حالات کا علم ہے خواہ وہ کہیں بھی کسی بھی حال میں ہو۔ اس لیے تو آپ ﷺ نے سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا نہ صرف نام بلکہ ان کی بیماری کی تفصیلات اور جسم پر ایک سفید داغ اس کے مقام اور اس کے درہم برابر ہونے کا پتہ دے دیا۔ ولایت اور نبوت کے لیے حجابات کچھ حیثیت نہیں رکھتے اور سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ اپنے عاشق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں تو دوسری طرف دیوانہ رسول (ﷺ) حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی ولایت کی حدوں کو پار کرنے کی وجہ سے اپنے محبوب ﷺ کے کوائف سے جمال و واقعات سے بے خبر نہ تھے۔

احکام شریعت کا دار و مدار ظاہر پر ہے۔ اسی لیے تو عاشق و معشوق میں حجاب نہ ہونے کے باوجود حضرت اویس رضی اللہ عنہ کو تابعی کہا گیا صحابی نہ کہا گیا۔

ان احادیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ بزرگان دین یعنی محبوبان خدا کے پاس طلب دعا اور مشکل کشائی کے لیے جانا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی سنت مبارکہ ہے اور سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ ﷺ کا حکم بھی یہی ہے کیونکہ مدنی آقا ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی صورت میں امت کی بخشش کے لیے دعا کروانے کا حکم فرمایا۔

یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سرکار ﷺ اپنے عشاق سے بے پناہ محبت فرماتے تھے بلکہ عشاق کی محبت سرکار ﷺ کی محبت کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہے اور محبوبان خدا اور عشاق رسول (ﷺ) کی تلاش اور زیارت کے لیے سفر کرنا' معلومات حاصل کرنا یا کم از کم خواہش رکھنا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی سنت مبارکہ ہے۔

بکریوں کے بالوں کی تخصیص بھی اسی لیے کہ اس زمانہ میں مذکورہ قبائل بکریوں کی

تعداد کی وجہ سے بہت مشہور تھے اور کسی بھی قبیلہ میں ان سے زیادہ بکریاں نہ تھیں۔ اگر ہم بکریوں کے بالوں کے بارے میں غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان قبائل کی بکریاں اپنے بالوں کی کثرت کی وجہ سے بھی مشہور تھیں۔ عام بکریوں کے بال لاکھوں میں ہوتے ہیں تو جو اپنے بالوں کی وجہ سے ضرب المثل ہوں۔ ان بکریوں کے بالوں کی کتنی تعداد ہو گی اور پھر یہ ایک بکری کی بات نہیں بلکہ دو مشہور ترین قبائل کی تمام تر بکریوں کی بات ہے۔ پس واضح ہوا کہ جب ایک عاشق رسول (ﷺ) کی شفاعت پر اتنے امتی بخشے جائیں گے تو سرکار ﷺ جن کے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ عاشق ہیں اور جو خود محبوب خدا ہیں ان کی شفاعت کا کیا عالم ہوگا۔

کسی کو ناز ہوگا عبادت کی اطاعت کا
ہمیں تو ناز ہے محمد ﷺ کی شفاعت کا

تفریح الخاطر میں ایک روایت درج ہے کہ مقام قاب قوسین او ادنیٰ اور مقعد عند ملیک مقتدر پر حضور سرور کائنات ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سر تا پاؤں گلیم نور میں چھپ کر آرام کر رہا ہے۔ سرکار ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی۔ ''یا الٰہی یہ کون ہے؟'' اللہ عزوجل نے فرمایا: ''یہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہے۔ ستر سال بعد آرام کر رہا ہے''۔

شانِ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایسے برگزیدہ بندوں کو دوست رکھتا ہے جو دنیا داروں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ ان کے چہروں کا رنگ سیاہ' پیٹ لگے ہوئے' کمریں پتلی ہوتی ہیں اور وہ ایسے لاپرواہ ہوتے ہیں کہ اگر بادشاہ بھی ملے اور وہ ان سے ملاقات کی اجازت طلب کرے تو وہ اجازت نہ دیں اور اگر مال دار عورتیں نکاح کرنا چاہیں تو نکاح نہ کریں۔ وہ اگر گم ہو جائیں تو کوئی ان کی جستجو نہ کرے۔ اگر مر جائیں تو ان کے جنازے پر لوگ شریک نہ ہوں اور اگر ظاہر ہوں تو ان کو دیکھ کر کوئی خوش نہ ہو۔ اگر بیمار ہوں تو کوئی

مزاج پرسی نہ کریں۔'' صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے دریافت کیا۔ ''یارسول اللہ ﷺ فرمایئے وہ کون ہے؟'' فرمایا: ''وہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہے''۔

صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا: ''کہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کون ہے؟''

فرمایا: اس کا حلیہ یہ ہے کہ اس کی آنکھیں نیلگوں ہوں گی۔

- دونوں کانوں کے درمیان کافی فاصلہ ہوگا۔
- قد درمیانہ ہوگا۔
- رنگ سخت گندمی ہوگا۔
- ٹھوڑی سینے کی طرف جھکی ہوئی ہوگی۔
- آنکھیں سجدہ گاہ پر لگی ہوئی ہوں گی۔
- سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا ہوگا۔
- اپنے اوپر روتا ہوگا۔
- اس کے اوپر دو پرانے کپڑے ہوں گے جن میں ملبوس ہوگا۔ ایک پاجامہ اور دوسری چادر۔
- دنیا میں کوئی بھی اسے نہیں جانتا مگر آسمانوں پر خوب شہرت ہے۔
- اگر وہ قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو سچ کر دے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حج کے موقع پر حاضرین سے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص قرن کا رہنے والا ہو کھڑا ہو جائے تو ایک آدمی کھڑا ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو وہ کہنے لگا۔ ''اے امیر المومنین (رضی اللہ عنہ)! وہ میرا چچازاد بھائی ہے' اونٹوں کا چرواہا ہے اور اس مرتبے کا آدمی نہیں کہ امیر المومنین اسے یاد کریں۔ وہ آبادی میں نہیں رہتا لوگوں سے بھاگتا ہے' خوشی اور غم سے بے نیاز ہے۔ جب لوگ ہنستے ہیں وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں وہ ہنستا ہے۔ لوگ اسے دیوانہ سمجھتے ہیں''۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا۔ ''میں اسی شخص کی تلاش میں ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اس شخص کی دعا سے بروز قیامت اللہ

عزوجل میری امت کے گنہگاروں میں سے قبیلہ ربیعہ و مضر کی بکریوں کے بالوں کے برابر تعداد کو بخش دے گا"۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی انفرادیت

اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندوں میں سے بعض مستور (پوشیدہ) ہوتے ہیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مستور بندوں کے سلطان ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جس طرح زندگی پوشیدہ رہ کر گزاری اسی طرح وصال کے بعد بھی مستور رہے کوئی بھی صاحب قلم آپ رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کے بارے میں کوئی واضح مقام متعین نہ کر سکا۔ آپ رضی اللہ عنہ دنیا میں چھپ کر زندگی گزارتے رہے۔ اللہ عزوجل قیامت کے دن بھی انہیں لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھے گا اور آپ رضی اللہ عنہ اپنے ہم شکل ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں جنت کی طرف تشریف لے جائیں گے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جبہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو پہنچانے اور ان سے اپنی امت کی بخشش کی دعا کروانے کی وصیت فرمائی۔

امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کثیر تعداد آپ رضی اللہ عنہ کی دعا کے طفیل بخشی جائے گی۔

(غور فرمایئے کہ ایک تابعی رضی اللہ عنہ کی یہ شان ہے تو صحابی رضی اللہ عنہ کی کیا شان ہوگی اور پھر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہوگی)

؎ یہ شان ہے خدمتگاروں کی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم کیا ہوگا

دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نفس الرحمٰن کے لقب سے نوازے گئے اور درجہ محبوبیت آپ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئے۔

حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے آپ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کو باعث سعادت سمجھا اور ملاقات کے لیے آپ رضی اللہ عنہ کی اجازت طلب فرمائی۔

ایک روایت کے مطابق عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے ہمراہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے

تشریف لے گئے۔

ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے جتنے بھی ہم شکل ہوں گے اللہ عزوجل ان کو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل کرے گا۔

آپ رضی اللہ عنہ کو "سید التابعین" کے لقب سے بھی نوازا گیا۔

حضرت شیخ بخشی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں قبلہ تابعین، قدوۃ اربعین اور نفس الرحمٰن کے نام استعمال فرمائے تھے۔

کتاب مجلس المومنین میں آپ رضی اللہ عنہ کو "سہیل یمن" اور "آفتاب قرن" لکھا گیا ہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات

علماء ومشائخ کا اجماع ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے غوث اور مستور الحال تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم نور مجسم ﷺ کے ہم زمان ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی زیارت سے محروم رہے۔ اس کی چند وجوہات پیش کی جاتی ہیں۔

۱- ماں کی خدمت

جمہور علماء ومشائخ کی یہی رائے ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ اپنے سے دور نہ ہونے دیتی تھیں اور آپ رضی اللہ عنہ دن رات ان کی خدمت واطاعت میں رہتے تھے ان کی نافرمانی سے بہت ڈرتے تھے اور یہ استطاعت بھی نہ رکھتے تھے کہ والدہ ماجدہ کو بھی ہمراہ سرکار ﷺ کی خدمت اقدس میں لے جائیں اور نہ ان کو ایک لمحہ کے لیے تنہا چھوڑ سکتے تھے۔

۲- لفظ ماں (مادر) کا ایک اور مفہوم

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اکثر روایات میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی مادر (ماں) کی خدمت میں مصروف (غرق) رہتے تھے اس لیے زیارت مصطفیٰ ﷺ کے لیے ماں کی خدمت کی قربانی نہ دی بلکہ اگر ایک مرتبہ زیارت محبوب (ﷺ) کے لیے سفر مدینہ کیا بھی تو ماں سے اجازت لے کر گیا۔

حضرت شیخ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نہایت لطیف بات اس سلسلہ میں بیان فرمائی ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ خدمت مادر کے سبب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ظاہری سے معذور تھے اس کے ایک اور معنی بھی ہیں جن کے مطابق لفظ مادر سے مراد ''ام الانوار'' ہے۔ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ

(حدیث قدسی)

ترجمہ: میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ نورِ وحدت ظہور کثرت کرے تو سب سے پہلے اللہ عزوجل نے اپنے نور سے نور محمدی (ﷺ) کو پیدا کیا اور اس کا نام ام الانوار رکھا (جس کی وضاحت حدیث مبارکہ میں بھی ہے اور اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور تخلیق فرمایا) جس طرح اولاد کی پیدائش ماں سے ہوتی ہے اسی طرح تمام انوار کا ظہور اور تمام مخلوقات و موجودات کا وجود اسی نور سے منصۂ شہود پر آیا۔ یہ نور ازل سے ابد تک دریائے وحدت سے مانند حباب متصل ہے کبھی اوپر جلوہ گر ہوتا ہے کبھی نور ذات میں غیب ہو جاتا ہے۔ سالک جب نور ذات کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور متوجہ رہتا ہے تو اسی نور کی چمک مشتعل ہو کر سالک کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور سالک کے اندر کی نورانیت اپنے مرجع (یعنی نور محمدی ﷺ) کی طرف عروج کرتی ہے اور جب نور محمدی سے متصل ہو جاتی ہے تو سالک پر محویت و استغراق طاری ہو جاتا ہے اور جدائی کی طاقت باقی نہیں رہتی (سوائے اس کے کہ اسے ہدایت وارشاد کے منصب پر فائز کیا جائے) حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نور محمدی ﷺ میں مستغرق تھے اور جمال معنوی سے دوری کی طاقت نہ رکھتے تھے (اس کی مثال غزوۂ احد کے موقع پر دانت مبارک کی شہادت کا واقع ہے جس کی خبر کسی ظاہری نشریاتی رابطے یعنی ریڈیو وائرلیس یا قاصد کی

عدم موجودگی میں یمن میں بیٹھے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو فوراً پہنچی)

حضرت عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مادر سے مراد ام الانوار ہی لیا ہے البتہ وہ اسے نورِ الٰہی کہتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں یعنی نورِ الٰہی اور نورِ محمدی (ﷺ) میں کوئی فرق ہی نہیں کیونکہ مدنی تاجدار سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

مَنْ رَانِیْ فَقَدْ رَای الْحَق

(جس نے مجھے دیکھا پس اس نے اللہ عزوجل کو دیکھا)

اس لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ان دونوں میں سے کسی بھی منبع نور میں مستغرق رہنا ایک ہی بات ہے۔

۳۔عہدۂ قطبیت مانع تھا

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ قطب وغوث کے احوال کو اپنی غیرت کے سبب عوام اور خواص دونوں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔اس قول کو اس حدیث مبارکہ سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا:

اولیای تحت قبای لا یعر فھم غیری

ترجمہ: میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں ان کو میرے علاوہ کوئی نہیں پہچان سکتا۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ معدن العدنی میں تحریر فرماتے ہیں کہ خیال یہ ہے کہ حضور پرنور ﷺ کے زمانۂ مبارک میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہی قطب وابدال تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ ہی مستور الحال رہتے تھے۔

ہدایۃ الاعمیٰ میں بھی یہی لکھا ہے کہ عہدِ نبوی (ﷺ) میں حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ مرتبہ قطبیت رکھتے تھے۔

۴۔غلبۂ استغراق مانع تھا

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف کشف المحجوب میں اور حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف تذکرۃ الاولیاء میں درج فرمایا ہے

کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جو رسول اللہ ﷺ کی زیارت نہ کی اس کے دو سبب تھے۔

۱- غلبۂ حق

۲- والدہ کی خدمت گزاری (جو کہ ضعیف اور نابینا تھیں)

حضرت ابوبکر بن اسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب بخاری کلاباوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تعرف لمذہب التصوف میں تحریر فرمایا ہے کہ جب کسی کو مرتبہ فناء حاصل ہو جاتا ہے تو وہ خودی کو بھول جاتا ہے اور لوگ اس کو دیوانہ اور بے خبر سمجھنے لگتے ہیں اس لیے کہ تن پوشی اور حظِ نفس حاصل کرنے کا مادہ اس میں زائل ہو جاتا ہے۔ نہ مخلوق اس کی محبت کی روادار رہتی ہے نہ اس کو ان سے راحت ملتی ہے چونکہ وہ اپنی ساری عقل کو مطلق یادِ حق میں متوجہ رکھتا ہے اس لیے خلق کی صحبت اور نفس کی مخالفت کی اس کو قطعی پرواہ نہیں رہتی۔ امت محمدیہ ﷺ میں اس قسم کے مجاذیب اور دیوانے بہت ہوئے ہیں۔

۵- صورت ظاہری کا قصد نہ تھا

حضرت عین القضاۃ رحمۃ اللہ علیہ لطائف نفیسہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ چونکہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضور پرنور ﷺ کی حقیقت کو دیکھ لیا تھا اس لیے آپ ﷺ کی صورت ظاہری کو دیکھنے کا قصد نہ کیا کیونکہ جب صورت واقعی کے دیکھنے سے مطلب پورا ہو جاتا ہے تو صورت ظاہری آپ ہی حجاب ہو گی (حضرت اویس رضی اللہ عنہ صورت واقعی کو دیکھ کر بس اسی میں مستغرق رہے اسی لیے صورت ظاہری کی طرف خاص توجہ ہی نہ گئی)

حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا مستجاب الدعوات ہونا

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پوشیدہ رہنے کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ اگر لوگوں میں یہ بات ظاہر ہو جاتی تو ہر نیک و بد مستور و غیر مستور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آتا اور آپ رضی اللہ عنہ کو تنگ کرتا اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کے معمولات و عبادات میں خلل

پیدا ہوتا اور ایسا بھی ممکن نہ تھا کہ لوگوں کو شان اویس رضی اللہ عنہ معلوم ہونے کے بعد روکا جا سکتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے مستجاب الدعوات ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو طلب دعا کے لیے جانے کی وصیت فرمائی۔ یہ بھی قابل غور بات ہے کہ اگر سرکار ﷺ یہ نہ بتاتے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ، ملک یمن کے قرن نامی گاؤں اور مراد نامی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں تو انہیں کوئی بھی نہ جانتا۔

بروزِ قیامت ستر ہزار فرشتے

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے شتر بانوں کے حلیہ میں زندگی بسر فرمائی اور نبی آخر الزمان ﷺ کے علاوہ کسی نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کو نہ پہچانا اور آپ رضی اللہ عنہ کی شان و رتبہ سے واقف رہے۔ اسی طرح بروز قیامت ستر ہزار فرشتے آپ رضی اللہ عنہ کے ہم شکل پیدا کئے جائیں گے تاکہ وہاں بھی آپ رضی اللہ عنہ کو کوئی پہچان نہ سکے اور اسی فرشتوں کے جھرمٹ میں جنت میں داخل ہوں گے۔

شب معراج اور حضرت اویس رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب سرکارِ دو عالم نور مجسم ﷺ شب معراج میں فلک الافلاک پر پہنچے تو ملاحظہ فرمایا کہ کسی کی جسمانی روح کا قالب ربانی فیض و برکات کی چادر اوڑھے ایک تخت مرصع و نورانی پر بڑے اطمینان و فراغت کے ساتھ بے نیازی کے انداز سے پاؤں پھیلائے ہوئے پڑا ہے۔ آپ ﷺ کے استفسار پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ شان اور یہ جرات حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے قالب کی ہے جس نے آپ ﷺ کے عشق میں دم مارا ہے اور درد و فرقت میں قدم اٹھایا ہے۔
(تفریح الخاطر)

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب شب معراج میں حضرت اویس

قرنی رضی اللہ عنہ کے خراٹے کی آواز سن کر مدنی تاجدار ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کی آواز ہے؟ تو غیب سے جواب ملا کہ یہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی آواز ہے اور میں نے چند فرشتوں کو اس آواز پر متعین کر دیا ہے کیونکہ یہ آواز مجھ کو بہت پسند ہے۔

فرشتوں کا بے ہوش ہونا

حضرت شیخ شرف الدین منیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے سینۂ سوختہ سے ایک ایسی لطیف ہوا چلی کہ فرشتے بے ہوش ہو گئے ہوش میں آنے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھنے لگے کہ ہم کو سات لاکھ برس کا زمانہ ہو گیا مگر آج تک اس قسم کی خوشبو نہیں آئی تھی۔ جواب عہد خاتم المرسلین ﷺ میں آتی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور پرنور ﷺ سے دریافت کیا تو سرکارِ دو عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا۔

"یہ نسیم رحمت یمن کے مست الست شتربان (حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ) کے سینہ کی ہے"۔

سفر مدینہ

ا۔ والدۂ ماجدہ کی زندگی میں سفر مدینہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ نابینا اور ضعیفہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ ان کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اسی لیے حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ مگر ہمیشہ عشق مصطفیٰ ﷺ کو دل میں بسائے' دیدار مصطفیٰ ﷺ کی آرزو کو دل میں پروان چڑھاتے رہے۔ جب شوق زیارت محبوب ﷺ ستاتا تو مرغ بسمل کی طرح تڑپا کرتے آخر ایک روز ہمت کر کے آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے چار پہر کی رخصت طلب کر ہی لی۔ والدہ صاحبہ نے اجازت دیتے ہوئے کہا کہ آٹھ پہر میں میرے پاس آ جانا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی ضرورت کی تمام اشیاء ان کے سرہانے رکھیں اور کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر اسی

حلیہ میں سفر مدینہ شروع فرمایا:

سفر کے دوران آپ رضی اللہ عنہ ننگے پاؤں بال بکھرے ہوئے' کمبل کندھوں پر رکھے بے تابی سے بھاگے چلے جاتے تھے۔ شوق زیارت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جذبات میں ایک پر لطف تبدیلی محسوس کرتے تھے' زاروقطار روتے چلے جاتے تھے۔ قرن (یمن) سے مدینہ شریف تک کے طویل راستہ کو آپ رضی اللہ عنہ نے پیدل اور قافلوں کی مدد سے صرف چار پہر میں مکمل فرمایا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ مدینہ شریف پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کی حالت ناقابل برداشت تھی اور لوگوں سے بے تابی کی حالت میں اپنے محبوب و مطلوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے تھے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب شہر مدینہ کی مٹی کو' درودیوار کو روتے روتے' چومتے چومتے آخرکار حجرۂ مبارک تک پہنچے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گھر میں تشریف رکھتی تھیں جبکہ حضور پرنور ﷺ باہر تشریف لے گئے تھے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو جواب ملا کہ آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے ہیں نہ جانے کب واپس تشریف لائیں گے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جب میرے محبوب آقا ﷺ گھر واپس تشریف لائیں تو میرا اسلام پہنچا دیں اور بتائیں کہ قرن سے آپ کا غلام آپ کی دید کے لیے بے قرار حاضر خدمت ہوا تھا مگر آہ! شرف زیارت سے محروم رہا۔ شاید میری قسمت میں سرکار ﷺ کا دیدار نہ تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سرکار ﷺ سے سن رکھا تھا کہ ایسے حلیہ کا شخص آئے تو اسے روکنا۔ چنانچہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر چاہو تو مسجد نبوی شریف میں انتظار کرلو مگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ میرے پاس وقت بے حد قلیل ہے میری والدہ نابینا ہیں اور ضعیفہ۔ میں ان سے صرف آٹھ پہر کی اجازت لے کر حاضر ہوا ہوں۔ چار پہر آنے میں سفر کے دوران لگ گئے اور چار پہر واپسی کے سفر کے لیے درکار ہیں۔ شاید ان آنکھوں کی قسمت میں شربت دیدار مصطفیٰ ﷺ سے عشق کی پیاس بجھانا نہیں ہے اس لیے میں واپس جارہا ہوں۔ میرا اسلام عرض کردیجئے گا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی واپسی کے کچھ ہی دیر بعد سرکار شفیع روز شمار ﷺ

تشریف لائے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پرنم آنکھوں سے عاشق زار کا سلام اور پیغام دربار رسالت مآب ﷺ میں پیش کیا۔ سرکارِ مدینہ سرور قلب وسینہ ﷺ فوراً حجرہ مبارک سے باہر تشریف لے گئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو حکم فرمایا کہ جلدی سے مدینہ شریف کی اطراف میں پھیل جاؤ اور دیوانۂ رسول حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرلو۔ شمع رسالت ﷺ کے پروانے رضوان اللہ اجمعین فوراً مدینہ شریف میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے ہر طرف تلاش کیا گیا مگر آپ رضی اللہ عنہ کافی دور تشریف لے جاچکے تھے کیونکہ انہیں جلد از جلد والدہ ماجدہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا تھا۔ اس طرح عاشق زار کی جسمانی آنکھوں سے دیدار کی حسرت پوری نہ ہوسکی۔

ایک روایت کے مطابق جب سرکار ﷺ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے واپس چلے جانے کے بعد حجرۂ مبارک میں تشریف لائے تو آتے ہی دریافت فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) آج یہ نور کیسا ہے؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پرنم آنکھوں سے عرض کیا کہ سرکار ﷺ ایسے حلیے کا ایک دیوانہ آپ کی زیارت کرنے قرن سے حاضر ہوا تھا سلام کہہ کر چلا گیا۔ سرکار ﷺ پرنم آنکھوں سے فوراً باہر تشریف لائے اور جاتے ہوئے فرمایا کہ یہ نور اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کا ہے وہی دیوانہ آیا ہوگا۔

سفر مدینہ کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ جب سرکار ﷺ کو واپسی پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی آمد زیارت محبوب ﷺ کے لیے بے تابی اور فوراً واپسی کی خبر سنائی تو سرکار ﷺ کی استغراق کی حالت ہوئی اور آپ ﷺ نے اپنے عاشق زار کی محبت میں آنسو بہائے۔

چند کتب میں اس واقعہ کی روایت کچھ اس طرح درج ہے کہ ایک مرتبہ دیدار رسول ﷺ کا اشتیاق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ پر اس قدر غالب آگیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ شریف جانے کا ارادہ کیا۔ اب ادھر انہوں نے ارادہ کیا ادھر سرکار ﷺ کو کسی غزوہ میں شرکت کے لیے مدینہ شریف سے باہر جانا پڑا لیکن حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے

محبوب ہم سب کے غم خوار آقا ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے جانے کے بعد کوئی مہمان آئے گا۔ اگر وہ یہاں آئے تو اس کی خوب مہمان نوازی کی جائے اور ہر طرح سے خیال رکھا جائے کیونکہ وہ بڑا ہی پارسا شخص ہے اور میری واپسی تک اسے روکنے کی کوشش کی جائے اور اگر وہ نہ رکنا چاہے تو اس کو مجبور نہ کیا جائے مگر اسکی شکل وصورت یاد رکھ لی جائے۔ یہ حکم فرما کر نبی آخر الزمان ﷺ غزوہ میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔ بعد میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مدینہ شریف پہنچے مگر جب معلوم ہوا کہ حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ اس وقت مدینہ شریف میں موجود نہیں ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت واپسی کا قصد کیا۔ انہیں روکنے کی بہت کوشش کی گئی مگر وہ نہ رکے اور نہ ہی کسی قسم کی خاطر کروائی اور واپس لوٹ گئے۔ جب مدنی تاجدار امت کے غمخوار ﷺ مدینہ شریف واپس تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فوراً پوچھا:

''کیا کوئی مہمان آیا تھا؟''

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ ''اے اللہ کے رسول ﷺ ایک شخص جو کہ یمن سے آیا تھا' اس کی شکل وصورت چرواہوں جیسی تھی۔ آپ ﷺ کے بارے میں یہ معلوم ہونے کے بعد کہ آپ ﷺ گھر پر موجود نہیں ہیں۔ ایک لحہ بھی یہاں نہ ٹھہرا اور چلا گیا''۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں معلوم ہے وہ کون تھا؟'' عرض کی ''نہیں حضور ﷺ میں تو بالکل نہیں جانتی''۔ فرمایا: ''وہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) تھا جو میرے دیدار کے لیے یہاں آیا تھا اور دیدار کی حسرت دل میں ہی لے کر واپس چلا گیا اور وہ ٹھہر بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کی والدہ جو کہ بوڑھی اور نابینا ہے اس کی نگہداشت کرنے والا اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے اور یہ وہ شخص ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا سچا چاہنے والا ہے۔ جس کو صرف ذکر الٰہی سے غرض ہے اور وہ کسی چیز سے متاثر نہیں ہے۔ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) میرا عاشق ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے''۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سرکار ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تو آپ رضی اللہ عنہا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مقام پر رشک آنے لگا اور فرمانے لگیں۔ ''اے

حبیب خدا ﷺ! وہ شخص واقعی کس قدر عظیم ہوگا، جس کی عبادت وریاضت اور زہد و تقویٰ کی تعریف اللہ عزوجل اور اس کا حبیب ﷺ کریں"۔

والدۂ ماجدہ کی وفات کے بعد سفر مدینہ

ایک روایت کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدۂ ماجدہ کی وفات کے بعد ایک بار مدینہ منورہ کا سفر کیا۔ اس وقت سرکار ﷺ بھی ظاہری پردہ فرما چکے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول ﷺ کی حیات ظاہری کے زمانہ میں کیوں نہ تشریف لائے؟ فرمایا: "میری والدہ ضعیف اور علیل تھیں وہ مجھے ہمیشہ اپنے پاس رکھتی تھیں اور میں ان کی خدمت میں مشغول رہا اس لیے نہ آسکا"۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ اجمعین) نے فرمایا: "ہم نے تو اپنے والدین مال و متاع سب کچھ آقا ﷺ پر قربان کر دیا آپ (رضی اللہ عنہ) جلال میں آ گئے اور فرمایا" اچھا آپ لوگوں رضوان اللہ اجمعین نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی ہے۔ سرکار ﷺ کا حلیہ مبارک و جمال و کمال بیان کرو"۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے بعض نشانات بدن مبارک اور معجزات بیان فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میرا سوال ہیئت ظاہری سے نہ تھا بلکہ مقصود سوال حلیہ باطنی اور جمال معنوی کے بیان سے تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے فرمایا کہ ہم جو کچھ جانتے تھے بتا دیا اگر آپ رضی اللہ عنہ مزید کچھ ارشاد فرمانا چاہیں تو فرمائیں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ عنہ فرط محبت میں جھوم گئے اور حضور پرنور ﷺ کے شمائل و خصائل اور جمال و کمال کا اس انداز میں بیان فرمایا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین پر بے خودی اور سرمستی طاری ہوگئی اور جذب ورقت سے نڈھال ہو کر زمین پر گر گئے ذرا سنبھلے تو اٹھے اور فرط محبت سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چومنے لگے۔

اس واقعہ سے ظاہر ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی اگرچہ شان بڑی اعلیٰ ہے مگر انہوں نے جب سرکار ﷺ کی شان کا عاشقانہ انداز میں بیان سنا تو مسرت کی وجہ سے انہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ۔ کے ہاتھ چوم لیے۔

دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ عقیدت ومحبت کے تحت ہاتھ چومنا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی سنت مبارکہ ہے۔

تیسرا یہ کہ عاشق کہیں بھی ہو سرکار ﷺ چاہیں تو ظاہری و باطنی جمال وکمال کا مشاہدہ کروا دینے پر باذن پروردگار قادر ہیں۔

اخلاق جہاں گیری میں کتاب خلاصۃ الحقائق کے حوالہ سے درج ہے کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مسجد نبوی شریف کے دروازہ پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ نبی پاک ﷺ کا روضہ مبارک ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ سن کر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ مجھے اس شہر سے باہر لے چلو کیونکہ جس زمین میں سرکار ﷺ آرام فرما رہے ہیں وہاں میرا رہنا مناسب نہیں ہے اور ایسی مقدس ومطہر زمین پر قدم رکھنا سوء ادبی ہے۔

حضرت مولانا خالق داد فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ جب سرکارِ مدینہ سرور قلب سینہ ﷺ کے ظاہری پردہ فرمانے کی خبر آپ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر شہر مدینہ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ یہ خیال آیا کہ ایسا نہ ہو۔ میرے پاؤں زمین پر ہوں اور ذات مقدسہ مطہرہ ﷺ مبارک جسم زیر زمین ہو اور واپس لوٹ آئے۔

جبہ مبارک اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

سرور کائنات ﷺ نے وصال ظاہری کے وقت اپنا جبہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو پہنچانے اور ان سے امت کی بخشش کی دعا کی بابت فرمایا تھا چنانچہ حضور پرنور ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں تلاش بسیار کے باوجود حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا پتہ نہ چلا اس لیے رسول اللہ ﷺ کا جبہ مبارک اور پیغام اس عاشق تک نہ پہنچ سکا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں ان کا پتہ چلا تو فرمان رسول ﷺ کی تعمیل میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے تشریف

لے گئے۔ ایک روایت کے مطابق عاشق رسول ﷺ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔

دو عاشق آمنے سامنے

یمن پہنچ کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا پوچھا گیا تو ان کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت کہاں ہیں۔ اسی انتظار میں تھے کہ ایک شخص نے آ کر بتایا کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ اس وقت نماز مغرب ادا کرنے کے بعد ابدلان کی روش پر جاتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ادھر کو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سلام کیا تو حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے لفظ ''ہو'' نکلا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر حال کی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر ملی تو انہیں اٹھا کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے لے گئے جنہوں نے کچھ پڑھ کر ان پر دم فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہوش میں آ گئے۔ پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو کیا ہوا؟ انہوں نے ساری کیفیت کہہ سنائی اور فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ وہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ ہی ہیں جن کی ملاقات کے لیے ہم یہاں آئے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے ملاقات

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب اپنی ملاقات کے بارے میں بتایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ اب پھر ادھر جائیں اور جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو دیکھیں تو ان سے ہمارا سلام کہیں اور بتائیں کہ حضور پرنور ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ اجمعین آپ رضی اللہ عنہ سے ملنا چاہتے ہیں جب آپ رضی اللہ عنہ پسند فرمائیں ملاقات کا موقع دیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پیغام پہنچایا تو حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جمعتہ المبارک کے دن صبح کی نماز ہمارے ساتھ ادا فرمائیں۔ البتہ رئیسان یمن کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔ اس وقت تک یمن بلکہ قصبہ قرن میں بھی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو کوئی نہ جانتا تھا۔ جمعتہ المبارک کے دن جب مقررہ جگہ پر پہنچے تو سامنے ایک

چبوترہ نظر آیا۔ قریب گئے تو دیکھا کہ وہاں ایک خلقت جمع ہے اور نزدیک آنے پر معلوم ہوا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سر مبارک پر چتر شاہی سجائے شاہانہ لباس زیب تن کئے تخت شاہی پر جلوہ افروز ہیں۔ رئیسان یمن حیرت و استعجاب کے عالم میں یہ منظر دیکھتے رہ گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے پہنچنے پر آپ رضی اللہ عنہ ملاقات کر کے نماز میں مشغول ہو گئے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے مختصر گفتگو فرمائی اور پھر رخصت فرمایا۔

کہتے ہیں کہ یہ سب تخت و تاج، خیمہ گاہ اور لشکر درگاہ رب العالمین سے فرشتے لائے تھے تا کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی اصل شان کی ایک ہلکی سی جھلک دکھائی جائے اور اب اس خیمہ گاہ کو فرشتے اٹھائے دنیا میں پھرتے ہیں انہیں جدول کہتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

بروایت دیگر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور اقدس ﷺ کا جبہ مبارک لے کر قرن کے جنگل میں پہنچے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے پایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو آہٹ محسوس ہوئی تو نماز کو مختصر کیا اور سلام پھیر کر فرمایا کہ آج سے پہلے مجھے کسی نے نماز پڑھتے نہیں دیکھا آپ صاحبان کون ہیں؟ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے سلام کیا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور خاموش کھڑے رہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے پوچھا ''آپ رضی اللہ عنہ کا نام کیا ہے''۔ فرمایا ''عبداللہ'' (کچھ لوگوں کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عامر ہے جبکہ عبداللہ کہنے سے مراد اللہ کا بندہ کہنا بھی ہو سکتا ہے) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جو کچھ زمین و آسمان اور ان کے مابین ہے سب معبود برحق کی بندگی میں مصروف ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو پروردگار کعبہ اور اس حرم کی قسم اپنا وہ نام بتایئے جو آپ رضی اللہ عنہ کی ماں نے رکھا ہے۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ لوگ (رضی اللہ عنہم) کیا چاہتے ہیں''؟ میرا نام اویس (رضی اللہ عنہ) ہے''۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے فرمایا ''اپنا پہلو کھول کر دکھایئے'' جب پہلو کھول کر دکھایا تو انہوں نے برص کا نشان دیکھا تو فرمایا: ''ہم نے یہ سب کچھ تحقیق حال کے کیا تھا کیونکہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابی رضوان اللہ اجمعین

ہیں۔ حضور پرنور ﷺ نے ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کی جو نشانیاں بتائی تھیں وہ ہم نے دیکھ لی ہیں۔ ہمیں سرکارِ دو عالم ﷺ نے حکم فرمایا تھا کہ ہم آپ رضی اللہ عنہ کو سرکار ﷺ کا سلام پہنچائیں اور آپ رضی اللہ عنہ سے امت محمدیہ (ﷺ) کی بخشش کی دعا کروائیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''دعا کے لائق تو آپ رضوان اللہ اجمعین ہیں (سرکار ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی بلند و اعلیٰ شان کی طرف اشارہ فرمایا) صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے جواب میں فرمایا ہم تو دعا کرتے ہی رہتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی حسب حکم و وصیت محبوب ﷺ دعا فرمایئے۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے جبہ مبارک لیا اور دور ایک طرف کو چلے گئے۔ جبہ مبارک کو آگے رکھ کر سرزمین پر رکھ دیا اور عرض کرنے لگے۔ ''اے عزوجل! میں یہ مرقع اس وقت تک نہ پہنوں گا جب تک تو میرے آقا ﷺ کی ساری امت کو بخش نہ دے۔'' اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب ﷺ سے بے پناہ محبت کرتا ہے اور بے شک وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے محبوب ﷺ کی ہر خواہش اور ہر حکم پورا ہو۔ سرکار ﷺ کی وصیت تھی کہ آپ ﷺ کا جبہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ پہنیں۔ اب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اس حقیقت سے واقف تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا بھی اسی میں شامل ہے کہ جبہ مبارک پہنا جائے اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے جبہ مبارک پہننے سے قبل اللہ تعالیٰ کے حضور یہ شرط پیش کر دی کہ تیرے محبوب ﷺ کا حکم تب ہی پورا ہوگا جب تو اپنے محبوب ﷺ کی امت کو بخش دینے کی خوشخبری سنائے گا۔ ایک اور نکتہ جو واضح ہوتا ہے کہ سرکار ﷺ کا جبہ مبارک کے ساتھ امت کی بخشش کیلئے دعا کا حکم فرمانا یہ واضح کرتا ہے کہ سرکار ﷺ نے ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اپنی وصیت کے ذریعے ایسا کرنے کا اشارہ فرمایا اور سرکار ﷺ کو اپنی امت سے بے پناہ محبت ہے اتنی کہ آقا ﷺ جبہ مبارک جس عاشق (رضی اللہ عنہ) کو عنایت فرما رہے ہیں۔ انہیں بھی امت کی بخشش کی دعا کرنے کا حکم فرما رہے ہیں)۔

جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو سجدہ میں زیادہ دیر ہو گئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو خیال ہوا کہ شاید وصال نہ فرما گئے ہوں۔ وہ قریب پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: اگر آپ (رضوان اللہ اجمعین) ادھر تشریف نہ لاتے تو

میں اس وقت تک سجدہ سے سر نہ اٹھاتا جب تک مجھے ساری امت کی بخشش کا مژدہ نہ سنا دیا جاتا بہرحال اب بھی اللہ تعالیٰ نے اس قدر (یعنی قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر) امت محمدیہ (ﷺ) کے گنہگاروں کی بخشش کا وعدہ فرمایا ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد دونوں قبیلوں کا نام لے کر ان کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کی تعداد کی بخشش کی خبر سنائی تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے کلمہ پڑھا اور سرکار ﷺ کے نبی برحق ہونے کی ایک اور دلیل کا مشاہدہ کرنے کی وجہ سے مسرت کے ساتھ فرمایا کہ (غیب کا علم جاننے والے سرکار ﷺ نے حق و سچ فرمایا تھا کہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کی شفاعت پر ربیعہ اور مضر نامی قبائل کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کی بخشش ہوگی)

غور فرمایئے یہاں صرف بھیڑ بکریوں کے بالوں کا ذکر ہے۔ یہ قبائل بھیڑ بکریوں کی کثیر تعداد کی وجہ سے سارے بلاد العرب میں معروف تھے۔ دوسرا یہ کہ یہاں کی بھیڑ بکریوں کے بال بھی بہت زیادہ ہوتے تھے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ علاقے نسبتاً اونچائی پر واقع تھے اس لیے یہاں کی بھیڑ بکریوں کے بال بھی بہت زیادہ ہوتے تھے۔ ایک انسان کے جسم پر پانچ لاکھ سے زائد بال ہوتے ہیں تو سوچیے ایک بھیڑ یا بکری کے جسم پر کتنے بال ہوں گے اور وہ بھی ان معروف قبائل کی بھیڑ بکریوں کے۔

تیسرا جو سب سے اہم نکتہ سامنے آتا ہے وہ یہ ہے۔ احادیث اور تمام روایتوں میں مکان (یعنی دونوں قبائل) کی تو قید ہے مگر زمان کی قید نہیں تو یہ واضح ہوا کہ ان قبائل میں ازل سے ابد تک جتنی بھیڑ بکریاں جنم لیتی رہیں گی ان سب کے بالوں کے برابر امتی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شفاعت کے صدقے میں داخل بہشت ہوں گے۔ ظاہر ہے اس تعداد کا اندازہ لگانا بھی ہمارے لیے ناممکن ہے۔

چوتھی بات یہ کہ جب ایک تابعی کی سفارش پر اتنے امتی بخشے جائیں گے تو صحابی، پھر خلفائے راشدین، پھر انبیاء، پھر رسل اور پھر سید المرسلین ﷺ کی شفاعت کا کیا عالم ہوگا۔

(سبحان اللہ)

شفاعت کے صدقے میں جنت ملی ہے
عمل تھے جہنم میں جانے کے قابل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ایک روایت

کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی تلاش و جستجو میں رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک مرتبہ یمن سے مجاہدین کا ایک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا کہ مرکز سے ہدایات لے کر افواج اسلام میں شامل ہو جائیں جو عراق عجم' ایران' شام وغیرہ میں مصروف جہاد تھیں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس قافلے کی آمد کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں کے بتانے پر آپ رضی اللہ عنہ سیدھے ان کے پاس قرن تشریف لے گئے اور ملاقات کے وقت سلام کے بعد پوچھا کہ کیا آپ (رضی اللہ عنہ) کا نام اویس (رضی اللہ عنہ) ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو دریافت فرمایا کہ کیا تمہاری والدہ ہیں؟ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہاں'' اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سنا تھا بیان فرمایا اور دیکھا تو تمام نشانیاں ان میں موجود تھیں۔ پھر کچھ گفتگو فرمانے کے بعد دعائے مغفرت کے لیے فرمایا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔

(اس روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا حضرت بلال رضی اللہ عنہ میں سے کسی بھی صحابی کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہونا ثابت نہیں ہوتا)۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ملاقات سے اگلے سال کوفہ کا ایک معزز شخص حج کے لیے آیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ ''اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! وہ نہایت تنگدستی میں ہیں اور ایک بوسیدہ جھونپڑی میں رہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے حضرت اویس

قرنی رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں حدیث مبارکہ سنائی اور اس کے ذریعے سلام بھیجا۔ واپسی وہ شخص حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعائے مغفرت کی درخواست کی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ابھی تازہ تازہ ایک مقدس سفر سے آرہے ہو۔ اس لیے تم میرے لیے دعا کرو پھر پوچھا تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے تھے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ اس گفتگو کے بعد حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے حق میں دعائے مغفرت فرمائی۔ (مسلم کتاب الفضائل)

صحابہ کرام ﷺ کا سوال اور حضرت اویس ﷺ کا جواب

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے فرمایا "اے اویس! رضی اللہ عنہ آپ (رضی اللہ عنہ) سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر کیوں نہ ہوئے؟ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے یہ جواب نہ دیا کہ میں ماں کی خدمت اور غلبہ حال کی وجہ سے حاضر خدمت نہ ہوا بلکہ الٹا انہی سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہما دونوں حضرات معرکہ احد میں شریک تھے بتائیے میرے آقا ﷺ کا کون سا دانت مبارک شہید ا ہوا تھا؟ صحابہ کرام رضوان اجمعین نے اس بات پر کبھی غور ہی نہ فرمایا تھا لہٰذا جواب میں فرمایا کہ ہمیں خیال نہیں کہ کون سا دانت مبارک تھا اس پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے غلبہ محبت میں اپنے دانت ایک ایک کر کے توڑنے کا واقعہ سنایا کہ اس وقت میں قرن کے جنگل میں اپنے بھائی کے اونٹ چرا رہا تھا۔ مجھے اچانک خبر ملی کہ میرے پیارے محبوب میرے آقا ﷺ کے دو دانت مبارک ابھی ابھی معرکہ احد میں شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے اپنا ایک دانت توڑا پھر خیال ہوا واللہ اعلم شاید یہ دانت نہ ہو پھر دوسرا توڑا پھر تیسرا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے سارے دانت توڑ ڈالے (یہ وہ ادا ہے جو تاقیامت عشاق مصطفیٰ (ﷺ) کی رہنمائی و پیشوائی کے لیے کافی ہے)

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سنا تو بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا:

"میرے لیے دعا فرمایئے"

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں اپنی دعا کو اپنے لیے یا کسی اور کے لیے خاص نہیں کرتا بلکہ ہر اس شخص کے لیے جو بحر و بر میں ہے ہر نماز کے بعد مغفرت کی دعا

کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے تمام مومن مردوں اور عورتوں، مسلمان مردوں اور عورتوں کی بخشش طلب کرتا ہوں۔ پس اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اگر تم اپنا ایمان سلامت لے گئے تو میری دعا قبر میں تمہیں ضرور مل جائے گی"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی گفتگو سے اور بھی زیادہ متاثر ہوئے اور فرمایا: "میں خلافت کو دو روٹی کے عوض دیتا ہوں" آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: "ایسا کون ہے جو اسے لے گا؟ اسے سربازار پھینک دو اور کہہ دو جس کا جی چاہے اٹھا لے"۔ (یعنی آپ رضی اللہ عنہ نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ طالبان حق حکمرانی کی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہیں اسی لیے اقتدار کے حریص نہیں ہوتے)

اس ملاقات کے بارے میں جاننے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ محبت کا معیار مختلف اور انفرادی ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اگرچہ سرکارِ دو عالم نور مجسم ﷺ کی محبت کے بے مثال مجسمے تھے لیکن پھر بھی انہوں نے مدنی تاجدار ﷺ کے دانت مبارک شہید ہونے پر اپنے دانت نہ توڑے۔

دراصل صحابہ کرام رضوان اجمعین نے احتراماً کبھی رخ انور کو بغور دیکھنے کے لیے نظریں ہی نہ اٹھائی تھیں۔ بلکہ ہمیشہ دربار رسالت (ﷺ) میں نظریں جھکائیں حاضر ہوتے تھے اس لیے محبت اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتی اور دوسری طرف اگر حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے دانتوں کی شہادت کا سنتے ہی اپنے تمام دانت توڑ ڈالے اس پر محبت ناز ضرور کر سکتی ہے۔

مندرجہ بالا واقعہ میں ایک بات وضاحت طلب ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت اویس رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ اگرِتم قبر میں ایمان سلامت لے جاؤ گے تو میری دعا کو وہاں پاؤ گے"۔ شیطان کسی کے ذہن میں یہ خیال بھی لا سکتا ہے کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عاقبت غیر محمودہ کی خبر دے رہے تھے جو یہ تصور کرے وہ ایسے ہے کہ اپنی عاقبت برباد کر لے ورنہ محاورات قرآن وحدیث سے باخبر انسان ایسے تصور کو جہالت سے تعبیر کرتا ہے۔

جیسا کہ اللہ عز وجل نے اپنے محبوب رسول اللہ ﷺ سے فرمایا:

"ولئن اتبعت اهوا ائهم من بعد ما جاءك من العلم انك اذا لمن الظالمين"

ترجمہ: اگر آپ ان کی خواہشات کی اتباع کریں اس کے بعد آپ کے پاس علم آیا ہے تو آپ اس وقت ظالم ہوں گے۔

اور سرکار ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "اگر تجھ سے غلطی ہوگئی تو استغفار کرو"۔

ان دونوں مثالوں سے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ سرکار ﷺ اہل کتاب کی اتباع فرماتے تھے یا ام المومنین رضی اللہ عنہا سے کوئی غلطی ہوئی تو یہ واضح ہوا کہ یہ محاورے عمومی ہوتے اور بات کی وضاحت کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

ملاقات کے دوران امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی خواہش ظاہر فرمائی تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ "اے عمر رضی اللہ عنہ! کیا آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کو پہنچاتے ہیں"۔ فرمایا "ہاں پہچانتا ہوں"۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اس کے بعد اگر کسی کو نہ پہچانیں تو آپ رضی اللہ عنہ کے لیے بہتر ہے"۔ پھر حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے پوچھا "کیا اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو جانتا ہے"۔ فرمایا "ہاں" تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اگر اس کے سوا کوئی اور آپ رضی اللہ عنہ کو نہ جانے تو بہتر ہے"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کچھ رقم پیش کرنا چاہتا ہوں"۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جیب میں ہاتھ ڈالا دو درہم نکلے فرمانے لگے "میں نے شتربانی سے دو درہم کمائے ہیں۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ اس کی ضمانت دیں کہ میں ان کے خرچ ہونے تک زندہ رہوں گا تو دے دیں"۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دھاڑیں مار کر رونے لگے۔

تب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اب آپ

(رضی اللہ عنہ) تشریف لے جائیں۔ قیامت قریب ہے میں زاد راہ کی فکر میں ہوں"۔

جب اہل قرن کوفہ سے واپس اپنے وطن آئے تو حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی اتنی عزت اور تعظیم کی کہ اپنے سردار کی بھی نہ کی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ یہ حال دیکھ کر وہاں سے چلے گئے اور کوفہ میں آ کر رہنے لگے جہاں آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت ہرم بن حیان کے علاوہ کسی نے نہ دیکھا۔

حکایت: حضرت اسیر بن جابر رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ کوفہ میں ایک محدث تھے جو ہمیں حدیثیں سنایا کرتے تھے اور جب احادیث سنا چکتے سب لوگ اٹھ کر چلے جاتے اور صرف چند لوگ کھڑے رہ جاتے تو ان میں ایک شخص عجیب طرح کی باتیں کیا کرتا تھا۔ ہم اس کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن وہ نہیں آیا تو ہم نے دوستوں سے دریافت کیا کہ وہ کیوں نہیں آیا؟ کیا کوئی اس کو جانتا ہے؟ ایک شخص نے جواب میں کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں ان کا نام حضرت اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) ہے۔ ہم اس شخص کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کے مکان پر گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا جب وہ باہر آئے تو ہم نے کہا کہ "اے بھائی! آج آپ (رضی اللہ عنہ) کہاں رہے۔ ہمارے پاس کیوں نہیں آئے؟" فرمایا "میں برہنگی کے سبب نہ آ سکا"۔ ہم نے کہا "لو یہ چادر اوڑھ لو" فرمایا "نہیں کیونکہ اگر میں نے چادر اوڑھ لی تو لوگ اسے دیکھ کر مجھے ستائیں گے"۔ ہم نے اصرار کر کے ان کو وہ چادر اوڑھا دی۔ جب وہ چادر اوڑھ کر باہر نکلے تو لوگ کہنے لگے۔ کہو یہ چادر کہاں سے اوڑھائی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا: "دیکھا یہ کیا کہہ رہے ہیں"۔ ہم نے لوگوں سے کہا کہ تم ان کو کیوں ستاتے ہو تمہارا ان سے کیا مطلب ہے کبھی آدمی کے پاس کچھ کپڑا نہیں ہوتا تو وہ برہنہ بھی رہ جاتا ہے اور کبھی ہوتا ہے تو پہن بھی لیتا ہے پھر ہم نے آوازیں کسنے والوں کو خواب ڈانٹا اور دھمکایا مگر وہ تھے کہ باز نہ آتے تھے۔ الغرض وہ اپنی ظاہری حالت کی وجہ سے ہر قسم کے تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنتے تھے اور اس کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت فرماتے تھے۔

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف کشف المحجوب میں فرماتے

ہیں کہ حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ بزرگان طریقت میں ہوئے ہیں۔ صاحب معاملت تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی صحبت پائی تھی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے قرن گئے مگر حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے تشریف لے جا چکے تھے۔ جب مکہ معظمہ واپس آئے تو معلوم ہوا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کوفہ میں مقیم ہیں۔ حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لے گئے مگر حضرت اویس رضی اللہ عنہ کو وہاں بھی نہ پایا۔ بصرہ کو واپس آ رہے تھے تو دیکھا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نہر فرات پر وضو فرما رہے ہیں۔ وضو سے فارغ ہو کر ریش مبارک میں کنگھی کرنے لگے۔ حضرت ہرم رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کا نام لے کر سلام کا جواب دیا۔ حضرت ہرم رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ "آپ نے مجھے کیسے جان لیا؟"

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "میری روح آپ کی روح کو پہچانتی ہے"۔ کچھ دیر باہم بیٹھے رہے پھر حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا۔ حضرت ہرم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے زیادہ تر حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں باتیں کیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے پیغمبر ﷺ سے سنا "عمل کی جزا نیت پر موقوف ہے ہر انسان کو وہی پھل ملتا ہے جس کی نیت ہو۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی خاطر ہجرت کی اس کو اس کا اجر ملے گا اور جس نے دنیا کی خاطر ہجرت کی یا عورت کی خاطر ہجرت کی کہ اس سے نکاح کرے۔ ایسے آدمی کی ہجرت انہی دنیاوی اشیاء کے لیے ہوگی"۔ پھر حضرت ہرم کو فرمایا۔ "اپنے دل کی حفاظت کرو"۔

خوفِ الٰہی

حضرت ہرم (رضی اللہ عنہ) بن حیان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث مبارک سنائیے کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی زبان سے سن کر اسے یاد کرلوں۔

فرمایا ''میں نے آقا ﷺ کو پایا' نہ آپ ﷺ کی صحبت اقدس سے بہرہ ور ہوا البتہ آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والوں کو دیکھا ہے اور تم لوگوں کی طرح مجھے بھی نبی آخرالزماں ﷺ کی احادیث پہنچی ہیں لیکن میں اپنے لیے یہ دروازہ نہیں کھولنا چاہتا کہ محدث' قاضی یا مفتی بنوں۔ میں اپنے اشغال پورے نہیں کرسکتا دوسروں کو کیا نصیحت کروں''۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن کریم کی ہی کچھ آیات سنا دیئے کہ مجھے آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے قرآن سننے کی خواہش ہے میں اللہ عزوجل کے لیے آپ رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھتا ہوں۔ میرے لیے دعا بھی فرمایئے اور کچھ وصیت بھی کیجئے تاکہ میں اسے ہمیشہ یاد رکھوں۔ میری درخواست سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم'' پڑھ کر چیخ مار کر رونے لگے اور فرمایا میرے رب کا ذکر بلند ہے اس کا قول سب سے زیادہ برحق ہے۔ سب سے زیادہ سچی بات اس کی ہے اور سب سے زیادہ اچھا کلام اس کا ہے۔ اس کے بعد **ما خلقنا السموات والارض** سے **ھو العزیز الرحیم** تک (الدخان آیت ۳۸ تا ۴۲)

ترجمہ: اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کو کھیل کے طور پر نہیں بنایا (البتہ) ہم نے انہیں حق (یعنی حکمت و مقصد) کے ساتھ پیدا کیا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے بلاشبہ فیصلہ کا دن (یعنی یوم قیامت) ان سب (حساب و کتاب) کا وقت وعدہ ہے۔ اس دن کوئی دوست کسی کے کام نہ آئے گا اور نہ ان لوگوں کو (کہیں سے) مدد ہی پہنچے گی ماسوا اس کے جس پر اللہ عزوجل رحم فرمائے بے شک وہ غلبہ والا رحم کرنے والا ہے۔

تلاوت کر کے چیخ مار کر ایسے خاموش ہوئے کہ میں سمجھا کہ بے ہوش ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد پھر مجھ سے فرمایا۔ ''ہرم (رضی اللہ عنہ) تمہارے والد فوت ہو گئے عنقریب تمہیں بھی مرنا ہے۔ ابو حیان مر چکے ان کے لیے جنت ہے یا دوزخ۔ اے ابن حیان (رضی اللہ عنہ) آدم علیہ السلام انتقال فرما گئے۔ حوا (علیہا السلام) انتقال فرما گئیں' نوح (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) خلیل اللہ انتقال فرما گئے۔ موسیٰ کلیم اللہ (علیہ السلام) انتقال فرما گئے۔ داؤد خلیفۃ اللہ (علیہ السلام) مر گئے اور اے ابن حیان (رضی اللہ عنہ) ہمارے آقا محمد رسول اللہ (ﷺ) بھی

پردہ فرما گئے۔ ابوبکر خلیفۃ المسلمین رضی اللہ عنہ بھی گزر گئے اور آج میرے بھائی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اللہ کو پیارے ہو رہے ہیں۔ یہ کہہ کر واعمراہ کا نعرہ لگایا اور ان کے لیے دعائے رحمت کی۔ حضرت ہرم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت تک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زندہ تھے اور ان کی خلافت کا آخری زمانہ تھا اس لیے میں نے کہا اللہ آپ (رضی اللہ عنہ) پر رحم کرے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تو زندہ ہیں۔ فرمایا اللہ (عزوجل) نے مجھے ان کی وفات کی خبر دی ہے اور اگر تم میری بات کو سمجھو تو ہمارا تمہارا شمار مردوں ہی میں ہے۔ ہونے والی بات ہو چکی"۔

اتنا فرمانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا اور کچھ مختصر دعائیں پڑھیں اور فرمایا "ہرم (رضی اللہ عنہ) اللہ کی کتاب' نیکوں کی راہ اختیار کرنا اور محبوب رب العالمین ﷺ پر درود و سلام پڑھنا یہ میری وصیت ہے۔ میں نے اپنی موت کی خبر دی اور تمہاری موت کی خبر دی آئندہ ہمیشہ موت کو یاد رکھنا اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس سے غافل نہ ہونا واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرانا اور اپنے ہم مذہبوں کو نصیحت کرنا اور اپنے نفس کے لیے کوشش کرنا اور خبردار جماعت کا ساتھ نہ چھوڑنا ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں تمہارا دین چھوٹ جائے اور قیامت میں تمہیں آتش دوزخ کا سامنا کرنا پڑے۔" پھر فرمایا: "الٰہی! اس شخص کا گمان ہے کہ یہ تیرے لیے مجھ سے محبت کرتا ہے اور تیرے لیے ہی اس نے مجھ سے ملاقات کی اس لیے اے اللہ عزوجل جنت میں اس کا چہرہ مجھے دکھانا (پہچان کیلئے) اور اپنے گھر دارالسلام میں مجھے اس سے ملاقات کا موقع عطا فرمانا۔ یہ دنیا میں جہاں کہیں بھی رہے اسے اپنے حفظ و امان میں رکھنا اس کی کھیتی باڑی کو اس کے قبضہ میں رہنے دینا اور اس کو تھوڑی دنیا پر خوش رکھنا اور دنیا سے تو نے جو حصہ اسے دیا ہے وہ اس کے لیے آسان کرنا اور اپنی عطاؤں اور نعمتوں پر اسے شاکر بنانا اور اسے جزائے خیر عطا فرمانا۔" ان دعاؤں کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہرم رضی اللہ عنہ! اب میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اچھا اسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اب میں تمہیں آج کے بعد نہ دیکھوں۔ میں شہرت کو ناپسند کرتا ہوں اور تنہائی اور عزت کو دوست رکھتا ہوں جب تک میں دنیا میں لوگوں

کے ساتھ زندہ رہوں گا انتہائی غم والم میں مبتلا رہوں گا۔ اس لیے آئندہ نہ تم میرے بارے میں جستجو کرنا البتہ تمہاری یاد میرے دل میں رہے گی اس کے بعد نہ میں تمہیں دیکھ سکوں گا نہ تم مجھے دیکھ سکو گے مجھے یاد کرتے رہنا اور میرے لیے دعائے خیر بھی کرنا میں بھی انشاءاللہ تمہیں یاد رکھوں گا اور تمہارے لیے دعائے خیر کرتا رہوں گا۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ ایک سمت چلے میں بھی ساتھ ہولیا کہ چند گھڑیاں ان کے ساتھ اور مل جائیں لیکن وہ اس پر راضی نہ ہوئے اور ہم روتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے اس کے بعد میں نے انہیں بہت تلاش کیا مگر کسی سے ان کی کوئی خبر نہ مل سکی۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے اس ملاقات کے بعد سے کوئی ہفتہ نہیں گزرتا جس میں انہیں ایک دو مرتبہ خواب میں نہ دیکھوں۔

کراماتِ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

۱- حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے فضائل و کمالات بیان کرتا ہے لیکن سرکار ﷺ اپنے سچے عاشق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے کمالات کی مدح فرماتے اور نفس الرحمٰن کے لقب سے نوازتے ہیں۔

۲- روایت ہے کہ جب غزوۂ احد میں سرکار ﷺ کے دانت مبارک شہید ہونے کا حال اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے سنا تو اپنے جملہ دانت شہید کر ڈالے تو کچھ عرصہ بعد نکل آئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے پھر شہید کر دیئے۔ اسی طرح سات مرتبہ نکلے اور سات ہی مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دانت شہید کیے۔

۳- ایک روایت کے مطابق جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام دانت مبارک شہید کر دیے تو کوئی بھی سخت غذا نہیں کھا سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اپنے محبوب ﷺ کے عشق کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے کیلے کا درخت پیدا فرمایا تا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو نرم غذا مل سکے جبکہ اس سے قبل کیلے کے

درخت یا پھل کا وجود زمین پر نہ تھا۔ (واللہ اعلم)

۴- منقول ہے کہ یمن میں اونٹوں کو بھیڑیے مل کر کھا جایا کرتے تھے مگر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے اونٹوں کی طرف رخ بھی نہیں کرتے تھے۔ حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ دن بھر اونٹوں کو چرتا چھوڑ کر عبادت الٰہی میں معروف ہو جایا کرتے تھے اور اونٹ فرشتوں کی نگہبانی میں خود بخود چرتے رہتے تھے۔

۵- جب حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے قرن تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ وادی عرفہ میں اونٹ چراتے ہیں اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے سرکار ﷺ کی وصیت کے مطابق جبہ مبارک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا جو خود بخود اڑ کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر چلا گیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے امت کی بخشش کے لیے دعا کرنے کا نبی پاک ﷺ کا حکم پہنچایا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جبہ (خرقہ) مبارک کو بوسہ دیا اور پھر اس کو دور لے جا کر رکھ دیا اور پہلے غسل کیا اور پھر دو نفل ادا کیے اس کے بعد سر بسجود ہو کر دعا مانگنی شروع کی۔ ہاتف غیبی سے آواز آئی اے اویس (رضی اللہ عنہ)! نصف امت تجھ کو بخشی"۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سر مبارک نہ اٹھایا پھر آواز آئی "دو حصہ امت بخش دی"۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پھر بھی سر مبارک سجدہ سے نہ اٹھایا پھر ہاتف سے آواز آئی کہ "ربیعہ اور مضر کی بکریوں کے بالوں کے برابر امت تیری سفارش پر بخش دی"۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پھر بھی سر نہ اٹھایا تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین تاخیر کی وجہ سے ان کے قریب تشریف لائے۔ آہٹ کی وجہ سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے سر مبارک اٹھالیا اور فرمایا: "اے امیر المومنین (رضی اللہ عنہ) اگر آپ رضی اللہ عنہما کچھ دیر اور توقف فرماتے تو حق تعالیٰ سے میں ساری امت بخشوالیتا"۔

(ارشاد الطالبین)

۶- حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے

وقت حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کو شہادت کی خبر دی اور جب حضرت ہرم رضی اللہ عنہ نے مدینہ شریف جا کر معلوم کیا تو اسی وقت شہادت کی تصدیق ہو گئی۔

۷- وصال مبارک کے بعد ایک پتھر میں کھدی ہوئی قبر پہلے سے آپ رضی اللہ عنہ کے لیے تیار تھی۔ کفن کے لیے دو جنتی کپڑے اور خوشبو تک موجود تھی۔ دفن کرنے والے اسلامی لشکر کے مجاہدین جب واپسی پر اسی جگہ سے گزرے تو قبر مبارک غائب تھی۔

۸- حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شکل کے ستر ہزار فرشتے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی جلو میں لے کر جنت میں داخل ہوں گے۔

۹- ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اس جگہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چھ درویشان صادق بھی حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ واردات الٰہی میں مغلوب الحال تھے۔ اسی حالت میں آپ رضی اللہ عنہ کی نظر مبارک ان چھ درویشوں پر پڑی اور فوراً ان درویشوں کی اشکال، قد و قامت تک بدل گئی۔ اس کے بعد حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور ان چھ درویشان حق میں کوئی شخص امتیاز نہ کر سکا چنانچہ جب وہ چھ درویش آپ رضی اللہ عنہ سے رخصت ہوئے تو جس مقام پر جس درویش نے سکونت اختیار کی وہاں کے ساکنین اس درویش کو ہی اویس قرنی سمجھے۔ اسی طرح جس مقام پر جس درویش نے وفات پائی وہیں پر اس کا مزار بنا جو مزار حضرت اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) کے نام سے مشہور ہو گیا۔ (سہیل یمنی)

اس حکایت کے بارے میں مؤلف کتاب (سہیل یمنی) کا کہنا ہے کہ اگرچہ یہ حکایت مشائخ سے ثابت یا منقول نہیں ہے تاہم قدرت ایزدی کے مطابق ہے۔

۱۰- حضرت حبیب رحمۃ اللہ علیہ بن سہیل فرماتے ہیں کہ میں چند سوداگروں کے ہمراہ ایک کشتی میں سوار تھا۔ کشتی میں انواع و اقسام کا مال لدا ہوا تھا اچانک باد و باراں نے ہمیں گھیر لیا۔ کشتی طوفانی لہروں میں پھنس گئی یہاں تک کہ پانی بھرنے سے ڈوبنے لگی۔ سب مسافر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ کشتی میں ایک دیوانہ صورت ضعیف شخص بھی سوار تھا جس نے اونٹ کے بالوں کا کمبل اوڑھ رکھا تھا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور

سمندر کی لہروں پر اس طرح چلنے لگا جس طرح زمین پر چل رہا ہو وہ گردوپیش سے بے خبر و بے نیاز ہو کر نماز میں مشغول ہو گیا۔ ہم نے فریاد کی' اے مرد حق! ہمارے لیے دعا کیجئے۔ اس نے ہماری طرف رخ کیا اور پوچھا کیا معاملہ ہے؟ ہم نے عرض کیا ہمارا حال تو آپ کے سامنے ہے۔ فرمایا ''حق تعالیٰ کے ساتھ قربت پیدا کرو'' پوچھا ''کس چیز کے ساتھ''؟ بولے ترک دنیا کے ساتھ اور بسم اللہ پڑھ کر کشتی سے باہر آ جاؤ۔ ہم نے تعمیل کی۔ پانی کشتی کے اوپر سے گزر گیا لیکن ہم محفوظ و سالم کھڑے تھے فرمانے لگے اب تم دنیا سے آزاد ہو۔ سب نے پوچھا ''اے مرد درویش! آپ کون ہیں؟'' فرمایا ''میرا نام اویس (رضی اللہ عنہ) ہے''۔ ہم نے عرض کیا اس کشتی میں تو مدینہ منورہ کے فقیروں کا سامان بھی تھا جو مصر کے ایک صاحب ثروت نے بھیجا تھا کیونکہ مدینہ میں آجکل قحط پڑا ہوا ہے۔ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تمہارا مال تمہیں دے دے تو کیا تم سارا مال مدینہ کے فقیروں میں تقسیم کر دو گے؟ سب نے کہا ہاں آپ رضی اللہ عنہ نے سطح آب پر دو رکعت ادا کی اور دعا فرمائی۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ کشتی مع سامان پانی سے باہر ابھری ہم نے اسے پکڑ لیا پھر ہم صحیح سلامت مدینہ شریف جا پہنچے تو ہم نے حسب وعدہ سارے کا سارا مال مدینہ شریف کے محتاجوں اور فقیروں میں تقسیم کر دیا۔ (زہرۃ الریاض)

آپ رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا کہ نماز کس طرح ادا کرنی چاہیے؟ فرمایا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میں نماز ادا کروں اور ایک ہی سجدہ میں رات گزار دوں اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ پڑھ کر بے خود ہو جاؤں۔ آپ رضی اللہ عنہ سے نماز میں خشوع کے تعلق سوال کیا گیا تو فرمایا اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اسے کوئی دوسرا شخص نیزہ مارے اور اسے خبر تک نہ ہو تو یہ نماز کا خشوع ہوگا۔

ایک اور موقع پر فرمایا: ''اگر آدمی آسمانوں اور زمینوں کے برابر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو اس وقت تک قبول نہ کرے گا جب تک وہ بندہ اللہ پر کامل یقین نہ رکھے''۔ عرض کی گئی اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنے کا مسنون اور مستحسن طریقہ کیا ہے؟

فرمایا: جو چیز تمہارے لیے مقرر کی جا چکی ہے اس کی فکر کرنی چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے وقت دنیا سے اس طرح منہ موڑ لو جس طرح انسان موت کے وقت منہ موڑتا ہے اور یہ چیز اس وقت حاصل ہوگی جب انسان موت کو ہر وقت اپنی شہ رگ سے قریب تر سمجھے اگر بندہ ایسا ہو جائے تو وہ اللہ عزوجل پر کامل یقین رکھنے والا بن جائے گا اور اس کی عبادت قبول ہوگی اور اسے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوگا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

عزلت پسندی اور تنہا نشینی کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ سے کبھی غافل نہ رہے۔ اسی فریضہ کی ادائیگی کے باعث انہیں لوگوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک ساتھی کا بیان ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک شخص آپ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور سلام کے بعد پوچھا اویس رضی اللہ عنہ! آپ رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہے؟ فرمایا ''الحمدللہ''۔ پوچھا ''زمانے کا آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیسا برتاؤ ہے''۔ فرمایا ''یہ سوال اس شخص سے کرتے ہو جس کو شام کے بعد صبح تک اور صبح کے بعد شام تک زندہ رہنے کا یقین نہیں؟ اے میرے قبیلہ (مراد) کے بھائی! موت نے کسی شخص کے لیے خوشی کا کوئی موقع ہی باقی نہیں رہنے دیا۔ اے میرے مرادی بھائی! اللہ تعالیٰ کے کاموں میں مومن کے فرض کی ادائیگی نے اس کا کوئی دوست باقی نہیں رہنے دیا۔ اللہ کی قسم! چونکہ ہم لوگوں کو اچھے کام کی تلقین کرتے ہیں اور برے کاموں سے روکتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے ہمیں اپنا دشمن سمجھ لیا ہے اور اس کام میں انہیں فاسق مددگار مل گئے ہیں جو ہم پر تہمتیں رکھتے ہیں لیکن اللہ کی قسم! ان کا یہ سلوک مجھے حق بات کہنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔''

مجاہدات

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے بڑے بڑے مجاہدات کیے۔ ساری ساری رات

جاگتے رہتے۔ معمول تھا کہ ایک شب قیام میں گزارتے دوسری رکوع میں اور تیسری سجدہ میں۔ اکثر رات کے ساتھ دن بھی عبادت میں گزر جاتا۔ مشہور تابعی حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ بن خثیم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ان سے ملنے گیا دیکھا کہ وہ نماز فجر میں مشغول ہیں۔ میں انتظار کرنے لگا کہ وہ فارغ ہوں تو ملاقات کروں۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ تسبیح و تہلیل میں مشغول ہو گئے اور ظہر تک برابر مصروف رہے پھر ظہر سے عصر اور عصر سے مغرب تک یہی حال رہا۔ میں نے خیال کیا شاید مغرب کے بعد افطار کے لیے فارغ ہوں وہ برابر عشاء تک ذکر اذکار میں مشغول رہے پھر صبح تک یہی کیفیت رہی۔ تین دن اسی طرح گزر گئے۔ چوتھی رات تھوڑی دیر کے لیے سوئے اور تھوڑا سا کھانا تناول فرمایا پھر استغفار کرنے لگے کہ "اے اللہ عزوجل! میں سونے والی آنکھ اور نہ بھرنے والے پیٹ سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ میں نے یہ حال دیکھا تو اپنے دل میں کہا میرے لیے اتنا ہی کافی ہے چنانچہ میں ان سے ملے بغیر واپس چلا آیا۔

علم ظاہر

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سرتاج و امام تابعین ہیں ان کی ذات میں جملہ فضائل و کمالات اکٹھے نظر آتے ہیں لیکن پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ علمائے ظاہر کے زمرہ میں شمار نہیں کیے جاتے۔ حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت تک مروی نہیں ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ یہ باب خود پر کھولنا ہی نہیں چاہتے تھے جیسا کہ حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملاقات کے دوران جب حضرت ہرم رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ "مجھے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث مبارکہ سنائیے تاکہ میں اسے یاد کرلوں"۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا "میں نے سرکار ﷺ کو پایا نہ آپ ﷺ کی صحبت سے بہرہ ور ہوا البتہ آپ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والے خوش نصیبوں کو دیکھا اور تم لوگوں کی طرح مجھے بھی سرکار ﷺ کی احادیث پہنچی ہیں لیکن میں اپنے لیے یہ دروازہ نہیں کھولنا چاہتا کہ محدث، قاضی یا مفتی بنوں۔ میں اپنے اشغال ہی سے فراغت نہیں پاتا۔" اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی آپ رضی اللہ عنہ شہرت کو ناپسند فرماتے اور مسند علم پر بیٹھنے سے شہرت حاصل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

علم باطن

تابعین میں آپ رضی اللہ عنہ علوم باطن کا سرچشمہ ہیں اور صوفیائے کرام کے بے شمار سلاسل آپ رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات تک ختم ہوتے ہیں۔

تیس (۳۰) سال سے قبر میں بیٹھے شخص سے ملاقات

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایک شخص گزشتہ تیس سالوں سے ایک قبر میں بیٹھا ہوا ہے اور اس نے کفن کو اپنی گردن کے اردگرد لپیٹ رکھا ہے اور ہر وقت گریہ زاری میں مشغول رہتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو کہا کہ اے شخص رو رو کر تیری آنکھیں خشک ہوگئی ہیں جبکہ اس قبر اور کفن نے تجھے خدا کی یاد سے غافل کر دیا ہے اور یہ دونوں چیزیں راہ کا پردہ ہیں۔ اس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کی باتوں کی شیرینی اور روشنی میں اپنی اندر کی کدورت کو محسوس کیا اور ایک زوردار چیخ مار کر اسی قبر میں سرد ہوگیا۔

بھیڑ اور روٹی کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تین روز سے بھوکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے کیلئے کوئی چیز نہیں تھی اور نہ ہی کوئی پیسہ تھا۔ اچانک آپ رضی اللہ عنہ کو ایک درہم ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ درہم کسی کا گر پڑا ہو چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے درہم کو وہیں پڑا رہنے دیا اور آگے چل دیے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ اگر کوئی چیز کھانے کو نہیں ملتی تو گھاس ہی کھا لیتا ہوں ابھی یہ سوچ رہے تھے کہ ایک بھیڑ کو دیکھا جو ایک تازہ گرم روٹی لا رہی تھی۔ بھیڑ نے روٹی لا کر آپ رضی اللہ عنہ کے آگے رکھ دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ شاید یہ روٹی کسی اور کی ملکیت ہوگی اس لیے آپ رضی اللہ عنہ نے اس روٹی کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ اس بھیڑ نے زبان حال سے عرض کیا "اے اویس قرنی رضی اللہ عنہ! جس خدا کے آپ رضی اللہ عنہ بندے ہیں میں بھی اسی کی مخلوق ہوں اور آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ پر یقین کریں کہ اس نے یہ روٹی خود بھجوائی ہے۔ یہ سنتے

ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے روٹی کھانا شروع کر دی۔

میرا ہاتھ حاجت روا کے ہاتھ میں ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے نام یہ پیغام بھیجا کہ ''اگر آپ رضی اللہ عنہ کی اجازت ہو تو میں کوفہ کے گورنر کو لکھوں کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کا خاص خیال رکھے'' حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا ''میں خصوصیت کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے سخت خلاف ہوں۔ مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں میرا ہاتھ حاجت روا کے ہاتھ میں ہے مجھے تو بس یاد الٰہی سے غرض ہے اور وہ میں کر رہا ہوں''۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے کوفہ بھی چھوڑ دیا اور کسی اور گمنام علاقے کی طرف نکل گئے جہاں آپ رضی اللہ عنہ کو نہ کوئی مل سکے اور نہ پہچان سکے۔

حلقہ ءِ ذکر

حضرت اسیر بن جابر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم چند لوگ کوفہ میں ذکر و شغل کا ایک حلقہ لگایا کرتے تھے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہوا کرتے تھے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں شک

خیر التابعین حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے بارے میں جہاں بے شمار فضائل و کرامات کی روایات ملتی ہیں وہاں کچھ بیانات ان کے وجود کو ہی مشتبہ کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ابن عدی کا بیان ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ آپ رضی اللہ عنہ کے وجود کے منکر ہیں۔

لیکن بہت سے علماء و محدثین ان چند کمزور روایتوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتے جو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ذات مبارک کے وجود ہی کی منکر ہیں۔ جن کتابوں میں ایسی روایات درج ہیں ان میں سند موجود نہیں اس لیے محدثانہ اصول سے وہ ساقط الاعتبار اور نا قابل استناد ہیں۔

دوسری طرف غور کیا جائے تو صحیح مسلم تک میں ان کے فضائل ملتے ہیں بلکہ حدیث کی کتابوں مثلاً مسند احمد بن حنبل، صحیح بخاری، ولائل بیہقی، ابونعیم، ابویعلی، متدرک حاکم وغیرہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے حالات وفضائل کا بہت ذکر ملتا ہے۔

شہادت

شان حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جب تک لوگوں نے نہ پہچانا تھا تب تک وہ عام لوگوں میں نظر آتے تھے لیکن جب سے ان کی حقیقت آشکار ہوئی وہ ایسے روپوش ہوئے کہ پھر کسی نے نہ دیکھا کہا جاتا ہے کہ وہ جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حمایت میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے اور ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ نے آذر بائیجان سے واپسی پر راہ میں مرض شکم کی وجہ سے وفات پائی اور آپ رضی اللہ عنہ کا یہ سفر سفر جہاد تھا۔ گویا دونوں روایات کے مطابق شرف شہادت سے مشرف ہوئے۔ کچھ روایات کے مطابق ملک یمن کے شہر زبید کے باہر شمال کی جانب آپ رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک موجود ہے۔

ایک مشہور روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرات کے کنارے آواز طبل سنی۔ آنے جانے والوں سے استفسار کیا کہ یہ قصہ کیا ہے؟ کسی نے بتایا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر کی سمت چل پڑے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی آمد سے قبل حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب حاضرین سے فرمایا کہ کون میرے ہاتھ پر موت کے لیے بیعت کرتا ہے تو ننانوے آدمیوں نے بیعت کی تو آپ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ایک کمبل پوش آئے گا تو یہ تعداد پوری ہو جائے گی۔ ادھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ بات فرما رہے تھے۔ ادھر حضرت اویس رضی اللہ عنہ وہاں آ پہنچے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک پر جان قربان کرنے کی بیعت فرمائی۔ میدان جنگ میں نکلے اور جام شہادت نوش فرمایا:

دوسری روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دنوں میں آذر بائیجان کے محاذ پر جہاد میں حصہ لینے کے لیے تشریف لے گئے آپ رضی اللہ عنہ ان دنوں اسہال کی بیماری میں مبتلا تھے۔ راستے میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے تھیلے سے دو ایسے کپڑے ملے جو دنیا کے لباسوں میں سے نظر نہ آتے تھے ان سے کفن تیار کیا گیا۔ اتنے میں لشکر مجاہدین کو کچھ فاصلے پر ایک کھدی ہوئی قبر تیار ملی نزدیک ہی معطر پانی اور خوشبو موجود پائے گئے۔ مجاہدین نے آپ رضی اللہ عنہ کو اسی پانی سے غسل دیا' کفن پہنایا' خوشبو لگائی' نماز جنازہ پڑھائی' دفن کر کے محاذ کو روانہ ہوئے۔ واپسی پر لشکر اسلام پھر ادھر سے گزرا تو وہاں قبر تھی نہ کوئی نشان۔

وصال مبارک کے بارے میں دیگر روایات

۱- حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف معدن العدنی میں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں ابن عساکر کی روایت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ کرم اللہ وجہہ کی طرف سے جنگ صفین میں لڑ کر شہید ہوئے۔ شہادت کے بعد دیکھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر چالیس سے زائد زخم تھے۔

۲- شرح صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

۳- تذکرۃ الاولیاء اور مراۃ الاسرار میں ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ جنگ جمل میں تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے آ کر بیعت کی تھی اور پھر جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کی طرف سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔

۴- مجالس المومنین میں ہے کہ ایک روز حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ دریائے فرات پر بیٹھے وضو فرما رہے تھے کہ طبل جنگ کی آواز سن کر کسی سے دریافت فرمانے لگے اور

جب معلوم ہوا کہ شاہ ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سپاہ کے طبل کی آواز ہے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنے جا رہا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اتباع سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور یہ کہتے ہوئے دوڑ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر کی صف میں کھڑے ہو گئے اور صفین کے کسی معرکہ میں لڑتے لڑتے جام شہادت نوش فرمایا۔

۵- تحفۃ الاخیار میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت اقدس میں پہنچا تو دیکھا کہ کوفہ اور اطراف و جوانب کے لشکر آپ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں آ کر جمع ہو رہے ہیں۔ ایک روز شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ آج میرے پاس بیس لشکر جمع ہو گئے ہیں اور ہر لشکر میں ایک ایک ہزار مرد ہوں گے۔ یہ بات مجھے حیرت انگیز محسوس ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے میرا خطرہ اپنی فراست باطنی سے معلوم کر لیا اور اسی وقت حکم دیا کہ دو نیزے اس جنگل میں گاڑ دیے تا کہ ہر شخص جو ہمارے لشکر میں شامل ہونا چاہے وہ ان نیزوں کے بیچ میں سے گزرے اور پھر احتیاط کے ساتھ لشکریوں کو شمار کرتے رہیں۔ جب مغرب کا وقت قریب آیا تو اس وقت تک صرف ایک شخص کی کمی رہ گئی تھی۔ جب کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ ایک شخص ابھی کم ہے تو آپ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اب جو شخص آئے گا وہ مرد کامل ہوگا اور تعداد پوری کر دے گا۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ مجاہدین نے دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص پیدل چلا آ رہا ہے اور زادِ راہ کمر سے بندھا ہوا ہے پانی کا مشکیزہ گلے میں لٹکا ہوا ہے وہ شخص نہایت دبلا پتلا اور کمزور ہے جبکہ چہرہ زرد اور گرد آلود ہے۔

مجاہدین آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت اقدس میں لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سلام کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دریافت کرنے پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا نام اویس قرنی بتایا اور فرمایا: ''آپ کرم اللہ وجہہ اپنا دست مبارک میری طرف بڑھایئے تا کہ آپ کرم اللہ وجہہ کے دست حق شناس پر بیعت کر سکوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بیعت ہونے کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''جنگ میں

آپ کرم اللہ وجہہ کی مدد کرنے اور آپ کرم اللہ وجہہ پر اپنا سر فدا کرنے کے لیے بیعت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جب ایک دن مرنا ضروری ہے تو پھر آپ کرم اللہ وجہہ پر ہی کیوں نہ اپنی جان نثار کروں''۔

اس روایت کو اگر سامنے رکھا جائے تو ایک بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے موقع پر بیعت سے قبل ملاقات پر نام پوچھا اور آپ کرم اللہ وجہہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو پہچانتے نہ تھے ورنہ تعارف کی ضرورت نہ تھی اور عین ممکن ہے کہ قرن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اکیلے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملنے جانے کی روایات درست ہوں کیونکہ اس ملاقات کے دوران جو گفتگو ہم تک پہنچی ہے اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہی کے درمیان سوال وجواب ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا گفتگو میں بالکل ذکر نہیں ملتا۔ ممکن ہے کہ دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ موجود ہوں مگر سوالات نہ پوچھے ہوں۔ امیر المومنین کے ادب کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی بات نہ کی ہو اور صرف گفتگو خاموشی سے سماعت فرمائی ہو اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی ہو مگر وہ روایات کے ذریعے ہم تک نہ پہنچ سکی ہو۔

الغرض حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ صفین سے قبل ملاقات سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی غرض سے قرن تشریف نہیں لے گئے تھے۔ (واللہ اعلم)

۶- حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شرح الصدور میں فرماتے ہیں کہ ابن عساکر نے حضرت عطا خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت فرمائی ہے کہ ''تحقیق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مرض اسہال (دستوں کی بیماری) میں بحالت سفر فوت ہوئے اور اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے بدن مبارک پر صرف دو کپڑے تھے جو دنیاوی

کپڑوں میں سے نہ تھے۔

۷- ایک روایت کے مطابق جن کپڑوں میں حضرت اویس رضی اللہ عنہ کو کفن دیا گیا وہ ایسے کپڑے نہ تھے جن کو آدمی بنتے ہیں پھر دو آدمی ان کی قبر کھودنے گئے تو وہاں پہلے سے کھدی ہوئی قبر پائی۔ لوگ قبر میں دفن کر کے وہاں سے چلے گئے پھر جو وہاں گئے تو قبر کا نشان تک نہ ملا۔

۸- عاشق رسول (ﷺ) حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ شواہد النبوۃ میں حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ آذر بائیجان میں غزا کو گئے تھے اور وہیں انہوں نے انتقال فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہم سفر احباب نے چاہا کہ قبر کھودیں مگر ایک قبر پتھر میں کھدی ہوئی پائی گئی اسی قبر میں دفنا دیا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ایک روایت کے مطابق ۳ رجب ۲۲ھ میں وفات پائی جبکہ کشف المحجوب کے مطابق ۱۳ رجب ۳۷ھ میں وصال مبارک ہوا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک

تحقیقات کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے چار مزارات پائے جاتے ہیں۔

۱- بندرگاہ زبید میں

۲- غزنی میں

۳- بغداد شریف میں

۴- نواح سندھ حدود ٹھٹہ پاکستان میں

جبکہ کچھ محققین کے مطابق حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے سات مزارات ہیں جن میں سے چار وہ ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا اور تین کے مقامات کا صحیح علم نہیں۔

صحابی یا تابعی

احادیث مبارکہ کی روشنی میں علماء کرام کی اتفاق رائے ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تابعی ہیں لیکن بعض حضرات ایسی روایات پیش کرتے ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ کے صحابہ ہونے کی دلیل ظاہر ہوتی ہیں۔

حضرت سید محمود بن محمد بن علی شیخانی قادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ حیواۃ الذاکرین میں حضرت سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ "حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کی خدمت میں بارہا حاضر ہوئے اور غزوۂ احد میں بھی حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے تھے"۔ اس کی دلیل یہ پیش کی ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا اپنا قول ہے کہ "خدا کی قسم غزوۂ احد میں حضور ﷺ کے آگے کے چار دندان مبارک شہید ہوئے ہی تھے کہ میں نے بھی اپنے چار دانت آگے کے توڑ ڈالے اور جوں ہی آپ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا میں نے بھی اپنا منہ نوچ لیا (زخمی کر لیا) اور جس وقت آپ ﷺ کی کمر مبارک جھکی میں نے بھی اپنی کمر جھکا لی" لوامع الانوار فی طبقات الاخیار میں بھی اسی طرح کی تصریح درج ہے۔

کچھ حضرات کی رائے ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسا عاشق زار اور اتنا بڑا ولی کامل شرائع اسلام سے ناواقف ہو جبکہ شرعی مسئلہ ہے کہ سرکار ﷺ کی زیارت اور لمحہ بھر کی صحبت پر غوثیت اور قطبیت کے تمام مراتب و کمالات نچھاور اور قربان ہوتے ہیں تو پھر وہ کس طرح اس منصب اعلیٰ کو ترک کرنا گوارا کر سکتے ہیں۔ والدہ ماجدہ مانع تھیں یا ان کی خدمت اہم فریضہ تھا تو اس کے ہزاروں شرعی اسباب و علل آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے ہوں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے ساتھ تحقیقی گفتگو اور عینی سوالات جو آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے کیے یہ بھی اسی طرح نشاندہی کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سرکار ﷺ کی صحبت پائی اور میٹھے آقا ﷺ کی خوب جی بھر کر زیارت کی۔ زیارت تو ضروری ہے مگر یہ بھی تو عین ممکن ہے کہ جس طرح سرکار ﷺ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ یمن میں بیٹھے

اپنے عاشق کو دیکھ لیا۔ اسی طرح مخفی طور پر اپنے عاشق کو بھی خوب زیارت کرادی ہو۔
الغرض احادیث مبارکہ اور جمہور علماء و مشائخ کی رائے اور نقلی دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تابعی ہیں۔

منصبِ فنافی الرسول ﷺ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے خود کو فنافی الرسولؐ کر دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے باطنی طور پر اپنے محبوب (ﷺ) کی کئی بار زیارت کا شرف بھی حاصل کیا بلکہ اکثر مشائخ کی رائے ہے کہ جب کوئی خوش نصیب عاشق فنافی الرسول (ﷺ) کا عظیم منصب پالیتا ہے تو سرکارِ دو عالم ﷺ کا جلوہ ہر وقت اس کے سامنے رہتا ہے۔ اسی لیے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی ہر وقت سرورِ کائنات ﷺ کے احوال کی جستجو میں رہتے اور اپنی ہر ہر ادا کو سنت مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ڈالنے کی سعی میں لگے رہتے۔ زہد و قناعت، ریاضت اور اتباعِ رسول کی آپ رضی اللہ عنہ نے ایسی مثال قائم فرمائی کہ آج تک تمام مسلمانوں کے لیے باعث رشک ہے۔

بروزِ قیامت میرا دامن پکڑے

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے بہشت عطا فرمائے گا اگر نہ گیا تو وہ بروزِ قیامت میرا دامن پکڑے۔ دعا یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا من لایطھرہ طاعتی ولا تضرہ معصیتی فھب لی ما لا یطھرک واغفرلی مالا یضرک یاارحم الراحمین

سلسلہ اویسیہ

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو روحانیت اور تصوف کی دنیا میں بہت اعلیٰ مقام حاصل ہے اور صوفیائے کرام کے بہت سے سلسلے آپ رضی اللہ عنہ تک پہنچتے اور مکمل ہوتے

ہیں۔ بعض مشائخ کی رائے ہے کہ تمام سلاسل کسی نہ کسی طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ضرور تعلق رکھتے ہیں مگر ایک طبقہ فکر کا خیال ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ دوسرے تمام سلاسل سے الگ ہے جسے سلسلہ اویسیہ کہا جاتا ہے۔ اصطلاح صوفیہ میں اویسی عام طور پر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اتباع رسول اللہ ﷺ کی بدولت براہ راست بارگاہ رب العزت سے فیض حاصل کر رہا ہو یا کرنے کے قابل ہو جائے یا کسی ایسے پیر کامل سے فیض یاب ہوا ہو جسے درمیانی واسطوں کے بغیر ہی ولایت مل گئی ہو۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق سلسلہ اویسیہ کے سات بنیادی اصول ہیں۔

۱- اتباع رسول (ﷺ)

۲- دنیا میں رہ کر دنیا سے دل نہ لگانا

۳- مطلب کے بغیر اور حق کے خلاف کوئی بات زبان سے نہ نکلنا

۴- یاد الٰہی سے کسی وقت بھی غافل نہ ہونا

۵- ہر وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جاننا

۶- ہر حال میں راضی برضا رہنا اور غصہ کو پی جانا

۷- غیبت سے اجتناب کرنا

ارشادات حضرت اویس رضی اللہ عنہ

جو شخص تین چیزوں کو قریب رکھتا ہے دوزخ اس کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔

۱- اچھا کھانا

۲- اچھا لباس

۳- دولت مندوں کی صحبت میں بیٹھنا

یہ تینوں ایسے اعمال ہیں جن سے کوئی شخص دوچار ہوگا تو اس کے لیے جہنم کی خبر ہے اسے دوزخ سے فرار حاصل نہ ہوگا اور وہی اس کا ٹھکانا ہوگا۔

☆میں تو یہ جانتا ہوں کہ میں نماز شروع کروں اور ایک سجدہ میں ہی ساری رات گزار دوں اور سُبْحَانَ رَبِیَ الْاَعْلٰی پڑھ پڑھ کر بے خود ہو جاؤں۔
☆اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اسے کوئی دوسرا شخص نیزہ مار دے اور اس کو خبر تک نہ ہو تو یہ نماز کا خشوع ہوگا۔
☆اگر آدمی آسمانوں اور زمینوں کے برابر خدا کی عبادت کرے تو خدا اس عبادت کو اس وقت تک قبول نہ کرے گا جب تک وہ بندہ خدا پر کامل یقین نہ کرے گا۔
☆جو شخص رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنے خاص انعامات بھیجتا ہے اور فرشتے بھی اس کی سلامتی کی دعائیں کرتے ہیں۔
☆جس نے خدا کو پہچان لیا کوئی چیز اس پر پوشیدہ نہیں رہتی۔
☆وحدت کی تعریف یہ ہے کہ غیر اللہ کا خیال بھی دل کی طرف سے نہ گزرے۔
☆میں نے رفعت و بلندی کی طلب کی اور اس کو پالیا اور یہ سب کچھ مجھے فروتنی اور تواضع کرنے سے حاصل ہوا ہے اور صدق و راستی کے ذریعے مدومی اور مروت حاصل کی۔
☆فقر و محتاجی کے ذریعے فخر و بندگی حاصل ہوتی ہے۔
☆زہد میں راحت ہے اور قناعت میں شرف ہے۔
☆توکل کے ذریعے بے پروائی اور استغناء حاصل ہوتے ہیں۔
☆سوتے وقت موت کو سرہانے سمجھو اور جب بیدار ہو تو اسے (موت کو) سامنے سمجھو۔
☆گناہ کو معمولی مت جانو بلکہ بڑا سمجھو کیونکہ اسی کے باعث تم گناہ کا ارتکاب کرتے ہو۔ اگر گناہ کو حقیر سمجھو گے تو اللہ تعالیٰ کو بھی حقیر سمجھو گے۔
☆ان دلوں پر افسوس ہے جو شک میں پڑے ہوئے ہیں اور نصیحت حاصل نہیں کرتے۔
☆جس نے اللہ عزوجل کو اللہ عزوجل جانا وہ ہر چیز کو جان گیا اور اس پر کچھ مخفی نہ رہا۔
☆میرا کام یہ ہے کہ سفر طویل ہے زادِ راہ قلیل۔ اسی لیے ہمہ وقت آہ و زاری کرتا ہوں۔
☆اپنے دل کی حفاظت کرو۔
☆سلامتی تنہائی میں ہے۔

اس قول کی وضاحت میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ گوشہ خلوت میں رہنے والے کا دل غیر سے خالی ہوتا ہے اس کو دنیا سے کوئی توقع نہیں ہوتی اور وہ آفات زندگی سے محفوظ ہوتا ہے تاہم یہ خیال غلط ہے کہ صرف گوشہ خلوت ہی اختیار کر لینا کافی ہے۔ جب تک ابلیس کا دل پر غلبہ ہو نفسانی خواہشات کا زور ہو اور دنیا و عقبیٰ کی کوئی آرزو بنی نوع انسان کو ستا رہی ہو تو خلوت درحقیقت خلوت نہیں کیونکہ کسی چیز یا اس کے تصور سے لطف اندوز ہونا برابر ہے۔ حقیقی خلوت یہ ہے کہ صاحب خلوت عین مجلس میں بھی خلوت سے دست بردار نہ ہو اگر عزلت گزیں ہو تو عزلت میں بھی فراغت محسوس نہ کرے۔

☆ میں نے فخر کو چاہا تو وہ مجھے فقر میں ملا۔

☆ میں نے آخرت کی بزرگی چاہی تو وہ مجھے قناعت میں ملی۔

☆ میں نے مروت طلب کی تو وہ مجھے صدق میں ملی۔

☆ میں نے آخرت کی سرداری طلب کی تو وہ مجھے خلق خدا کو نصیحت کرنے میں ملی۔

☆ میں نے نسب چاہا تو وہ تقویٰ میں پایا۔

☆ اگر لوگ مجھے اس لیے دشمن رکھتے ہیں کہ میں برائیوں سے روکتا ہوں اور اچھائیوں کی تلقین کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! ان کا یہ طریقہ مجھے حق بات کہنے سے روک نہیں سکتا ہے۔

حضرت ہرم رضی اللہ عنہ کو نصیحت

حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آسودگی حاصل کرنے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا ہوں تو فرمایا: ”آج تک تو ایسا کوئی شخص نہ دیکھا تھا جو اللہ تعالیٰ کو جانتا ہو اور اس کے باوجود آسودگی کی تلاش کسی انسان میں کر رہا ہوں“۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے امام و مقتداء تھے۔ وہ دنیا سے بالکل دل برداشتہ ہو

گئے۔ ترک دنیا پر انہوں نے بڑی بڑی تکالیف برداشت فرمائیں۔

ہم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ' احوال اور خصائص کے بارے میں پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ یقیناً ایک عاشق رسول (ﷺ) اور اللہ تبارک تعالیٰ کی برگزیدہ ہستی کی زندگی کے بارے میں پڑھ کر اور ان کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کرنے سے روحانی سکون میسر آتا ہے۔ لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ کہ ہم نے ان تمام حالات واقعات اور احوال و خصائص کا کس انداز سے مطالعہ کیا؟ کس سوچ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے اس کتاب کو پڑھا؟ ہماری کیا نیت تھی؟ ہم کیا چاہتے تھے؟

آیا ہم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی سیرت پاک کو اس لیے پڑھا کہ یہ ایک دیوانہ رسول ﷺ ہیں یا اس لیے کہ یہ اللہ عزوجل کے محبوب و مقبول بندے تھے یا اس لیے پڑھا کہ کچھ وقت اچھا گزر جائے یا پھر اس نیت سے اس کا مطالعہ کیا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بڑے تذکرے سنتے تھے۔ آج حالات و واقعات کا بغور مطالعہ کرلیں۔

ہمیں ان سوالات کا جواب اپنے دل میں تلاش کرنا ہوگا یہی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ ہم ان احوال و خصائص کے مطالعہ کے بعد اپنا اور اپنی نیت کا تجزیہ کریں۔ جہاں تک حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے عشق رسول ﷺ اور خدا کی بندگی کا معاملہ ہے تو اس بارے میں میرا تو یہ ایمان ہے کہ ان کی انہی دو خوبیوں کا نتیجہ ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود ان کا اسم گرامی ہماری زبانوں پر ہے۔ ہر عاشق مصطفیٰ ﷺ کے دل میں آپ رضی اللہ عنہ کی بے پناہ قدر و منزلت ہے۔ وہ جب ذکر اویس رضی اللہ عنہ سنتا ہے تو اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے لیکن جس پہلو کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کر کے' احوال جان کر' سرکار ﷺ کی محبت و فراق میں دیوانگی کا پڑھ کر' بندگی خدا کو جانچ کر ہم نے اپنے لیے کیا اخذ کیا؟ بس اس کتاب کو تالیف کرنے کا میرا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم اس سے اپنا اپنا حصہ حاصل کرلیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی اسی پروردگار کو ماننے والے ہیں جو ہم سب کا بھی خالق و مالک و رازق ہے۔ یہ جن میٹھے مدنی تاجدار امت کے غمخوار آقا ﷺ کے عشق میں

مرغ بسمل کی طرح تڑپتے رہے۔ ہم بھی انہی محبوب خدا ﷺ کی غلامی کا دعویٰ کرتے ہیں۔

یہ واضح ہے کہ ہم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نہیں بن سکتے مگر سوچیے! ذرا غور کیجئے! کیا یہ ممکن ہے کہ آج اس دور میں اپنے دور میں ہم بھی اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے بن جائیں۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ کو اپنے لیے نمونہ بناتے ہوئے ہم بھی ایسے عاشق رسول ﷺ بن جائیں کہ جس طرح اللہ عزوجل ان سے راضی ہوا ہم سے بھی خوش ہو جائے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ اس اعلیٰ مقام تک کس طرح پہنچے تو اس کا جواب آپ رضی اللہ عنہ خود ارشاد فرماتے ہیں۔ "اگر آدمی آسمانوں اور زمینوں کے برابر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو اس وقت تک قبول نہ کرے گا جب تک وہ اللہ عزوجل پر کامل یقین نہ رکھے"۔

عرض کی گئی کہ اللہ عزوجل پر کامل یقین رکھنے کا مسنون اور مستحب طریقہ کیا ہے؟ تو فرمایا "جو چیز تمہارے لیے مقرر کی جا چکی ہے اس کی فکر کرنی چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے وقت دنیا سے اس طرح منہ موڑ لو جس طرح انسان موت کے وقت منہ موڑتا ہے اور یہ احساسات و کیفیات اسی وقت حاصل ہو سکتی ہیں جب انسان موت کو ہر وقت اپنی شہ رگ کے قریب تر سمجھے اگر بندہ ایسا ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھنے والا بن جائے گا اور اس طرح اس کی عبادت قبول ہونے کے ساتھ ساتھ قرب الٰہی نصیب ہوگا"۔

یہ ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ایمان کی معراج۔ واقعی یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب بندہ دنیا سے منہ موڑتا ہے تو وہ گناہوں کی دلدل میں پھنسنے سے بچ جاتا ہے۔ یہ ارشاد مبارک اس حدیث مبارکہ کی تفسیر کرتا ہے جس میں سرکارِ دو عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا۔

موتوا قبل ان تموتوا

"مرنے سے پہلے مر جاؤ"

یعنی بندہ مرنے سے قبل ہی اپنی تمام تر نفسانی خواہشات، جھوٹی آرزوؤں اور تمناؤں

کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے قربان کر دے پھر ایسے ہی خوش نصیب لوگوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

رضی اللہ عنھم و رضوا عنه

''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے یعنی اللہ تعالیٰ جن پر راضی ہو جاتا ہے ان خوش قسمت نفوس پر انعامات کی بارش ہوتی ہے اور پھر

بو بکر و عمر و عثمان و علی

بلال حبشی و اویس قرنی (رضوان اللہ اجمعین)

جیسی ہستیاں سامنے آتی ہیں۔

لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی رضا ایک چیز سے مشروط کر دی ہے اس کا اظہار خود ہی اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے آگے ارشاد فرمایا ہے:

ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ

اس لیے کہ وہ اپنے رب سے ڈرے

گویا آج بھی قرآن حکیم پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے نادان لوگو! اگر خدا کو راضی کرنا چاہتے ہو تو پھر خدا سے ڈرنا ہوگا اور خدا سے ڈرنا یہ ہے کہ اس کے احکامات کی پیروی کی جائے اس کے محبوب رسول سید المرسلین ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور گناہوں کی زندگی سے منہ موڑ کر دل کو یاد الٰہی میں لگانا ہوگا یہی خوف خدا ہے۔

ہم نے پڑھا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ احکامات الٰہی اور تعلیمات رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں بسر ہوئی۔ ان کی زندگی کا کوئی بھی پہلو اٹھا کر دیکھ لیجئے وہ ہر طرح سے بندگی خدا کے معیار پر پورا اترے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اخلاق ایثار اخلاص تقویٰ حب رسول ﷺ والدہ کی اطاعت صبر وقناعت شکر وتوکل خوف خدا دنیا سے بے رغبتی فکر آخرت امر بالمعروف ونہی عن المنکر الغرض زندگی کا ہر پہلو بندگی خدا کا آئینہ دار ہے۔ آج اگر ہم اپنی طرف غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام خصائص میں سے کوئی بھی ہم میں کما حقہ نہیں پایا جاتا۔

آخر کس چیز نے ہمیں اطاعت پروردگار سے روک رکھا ہے؟ ہم اپنے مست نفوس کو شریعت کی لگام کیوں نہیں ڈالتے اور اسے کیوں نہیں جھنجوڑتے۔ اس نفس بدمست کو اس انداز میں مخاطب کرنا کیوں نہیں شروع کرتے کہ:

''اے نفس!

سوائے عمر کے تیرے پاس کیا سرمایہ ہے؟ اس کا بھی جو دم گزر جاتا ہے پھر ہاتھ نہیں آتا جو لمحہ گزر رہا ہے وہ ہمیں زندگی سے دور اور موت سے قریب تر کر رہا ہے۔ پھر سانوں کی تعداد بھی کچھ زیادہ نہیں۔ اگر ہے تو بھی اس کا ہمیں علم نہیں ہے اور عمر بیت گئی تو نجات کا سامان کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا جو کچھ بھی کرنے کے لائق ہے ابھی کر لے۔ زندگی کے میدان کی تنگی اور آخرت کے میدان کی وسعتیں لامحدود ہیں۔ اس مختصر سی زندگی کے بعد جزا ہے یا سزا اس لیے اس محدود دنیاوی میدان میں کچھ کر گزر۔

اے نفس!

خالق کائنات نے آج کا دن جو تجھے دیا ہے بس جان لے کہ یہ ایک دن نہیں ایک نئی زندگی عطا کی گئی ہے۔ کیونکہ اگر نیند ہی میں موت آن دبوچتی تو یہ کوئی عجب بات نہ تھی یہی حسرت ہوتی کہ اے کاش! ایک ہی دن کی مزید مہلت مل جاتی اور کچھ کام سنوارنے کا موقع مل جاتا اور اب اس حسرت و پچھتاوے سے بچانے کے لیے پروردگار نے جو مہلت کی نعمت عطا فرمائی ہے اسے غنیمت جان۔

اے نفس!

اب میرا کہا مان ہی لے اور زندگی کے اس مختصر مگر قیمتی ترین سرمایہ کو ضائع نہ کر۔ ایسا نہ ہو کہ آج یونہی غفلت کی نذر ہو جائے اور کل کی مہلت ہی نہ ملے تو کیوں نہیں تصور کر لیتا کہ یہ ایک دن کی مہلت تجھے مرنے کے بعد عطا ہوئی ہے یعنی تو نے مہلت طلب کی اور پروردگار نے تجھے عطا فرما دی اب اگر اسے ضائع کر دے گا تو تجھ سے بڑھ کر خسارہ اٹھانے والا کون ہوگا''؟

اگر اس طرح انسان اپنے نفس کو جھنجوڑے تو امید ہے کہ ایک نہ ایک دن انسان ضرور

نفس پرستی کی دلدل سے نکلنے میں کامیاب ہو جائے گا کیونکہ نفس ہی انسان کو رب ذوالجلال کی نافرمانی پر اکساتا ہے۔ گویا نفس امارہ شیطان کا وزیر ہے اور بادشاہ جو حکم دیتا ہے اس کا ذمہ دار وزیر ہی کو ٹھہرا دیتا ہے لہٰذا اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کرنے کیلئے نفس کی مخالفت کرنا پڑے گی اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ نفس کو دنیا سے بے رغبتی پر اکسایا جائے۔ جیسا کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے زہد و تقویٰ سے متاثر ہوئے تو فرمایا "میں خلافت کو دو روٹی کے عوض دیتا ہوں" حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ایسا کون ہے جو لے گا؟ اسے سربازار پھینک دو اور کہہ دو جس کا جی چاہے اٹھا لے"۔

اسی ملاقات میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی "اے عمر رضی اللہ عنہ! اب آپ رضی اللہ عنہ تشریف لے جائیں۔ قیامت قریب ہے اور میں زادِ راہ کی فکر میں ہوں"۔

یہ دونوں واقعات اس حقیقت کی عکاسی کر رہے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے نفس کو دنیا سے بے رغبتی اور نا امیدی کی لگام ڈالی اور نفس بدمست کو نفس مطمئنہ بنا دیا۔ ایسا نفس مطمئنہ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اشارہ فرمایا:

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ☆ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ☆
فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ☆ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ☆

ترجمہ: اے اطمینان والی جان (نفس مطمئنہ) اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔ (یہ خطاب نفس مطمئنہ والے مومن سے بوقت موت کیا جائے گا)۔

ہمیں اس پر خوب غور کرنا چاہیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ہم سے پوچھا تو ہمارا کیا جواب ہوگا۔ اس گفتگو کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل حکایت قابل غور ہے۔

ایک روز خلیفۃ المسلمین کا دربار لگا ہوا تھا۔ امیر المومنین اپنے تخت پر جلوہ افروز تھے اور اپنی سلطنت کے مختلف سرداروں سے مختلف امور پر گفتگو ہو رہی تھی۔ گفتگو کے بعد خلیفہ

نے ان سرداروں کو خلعت فاخرہ سے نوازا اور سب سرداروں کو اگلے دن یہ خلعتیں زیب تن کر کے دربار میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ سب سرداروں نے حکم کی تعمیل کی۔ جس پر خلیفہ بے حد خوش ہوا۔ دربار میں جو سردار حاضر تھے ان میں سے ایک کو نزلہ کی شکایت تھی جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھا اس نے ایک پاس بیٹھے سردار کو سرگوشی کرتے ہوئے کہا "اے نہاوند کے سردار! اس وقت میں بے حد پریشان ہوں ناک ریزش کی شکار ہے اور گلے میں تراوش ہو رہی ہے بتاؤ میں کیا کروں؟" نہاوند کے سردار نے جواب دیا "صبر سے کام لو یہ دربار ہے یہاں ایسی باتیں قابل مسموع نہیں ہوتیں"۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اس سردار نے چھینکیں لینی شروع کر دیں۔ پے در پے چھینکوں نے سب کی توجہ اس کی طرف منعطف کر دی۔ خلیفہ کو اس کی چھینکیں بہت گراں گزریں لیکن اس نے چشم پوشی سے کام لیا۔ چھینکوں نے ناک سے نلی جاری کر دی اور اس نے بے اختیار اپنی خلعت کو آستین سے ناک پونچھ لی۔ خلیفہ کو اس کی یہ حرکت بڑی ناگوار گزری اور اس نے ڈانٹ کر کہا۔ "او ذلیل انسان یہ تو نے کیا کر دیا؟" سردار کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا وہ خاموش رہا۔ خلیفہ نے پھر وہی سوال کیا "تو نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا؟" سردار بولا۔ "حضور والا! رحم...... غلطی ہوئی...... گنہگار ہوں لیکن میرا یہ گناہ، یہ غلطی غیر اختیاری اور اضطراری تھی اس لیے مجھے معاف کر دیا جائے"۔

خلیفہ نے دربانوں کو حکم دیا "اس سے میری خلعت واپس لے لی جائے اور اسے دربار سے نکال دیا جائے"۔

حکم کی من وعن تعمیل ہوئی اور سردار سے خلعت چھین کر اسے دربار سے نکال دیا گیا اور خلیفہ نے دربار برخاست کیا۔

نہاوند کے سردار کا کہنا ہے کہ میرے دل پر اس واقعہ کا گہرا اثر ہوا جب دربار برخاست ہونے کے بعد سب لوگ چلے گئے تو میں خلیفہ کے پاس گیا اور عرض کیا "حضور والا! آپ انصاف سے کام لیں تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے"۔ خلیفہ نے تعجب سے پوچھا "کون سا مسئلہ؟" مسئلہ تو میں نے حل کر دیا۔ میں نے خلیفہ کو یاد دلایا "امیر المومنین! مسئلہ یہ ہے

کہ اب مجھے آپ کے دربار کی حاضری اور خلعت فاخرہ کی وصولیابی پر شرم محسوس ہو رہی ہے۔" خلیفہ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے بولا" میرے دربار کا تو دوسرا خطا کار ہے تو ہوش میں تو ہے کیا جانتا ہے کہ تو کیا کہہ رہا ہے؟"

میں نے جواب دیا:" یہاں آنے سے پہلے اور ابھی تھوڑی دیر قبل تک میں بے خبر تھا لیکن اب میں ہوش میں آ چکا ہوں اس لیے اس وقت جو کچھ کہہ رہا ہوں اپنے ہوش وحواس میں رہ کر کہہ رہا ہوں۔ خلیفہ نے پوچھا" آخر تو کیا کہنا چاہتا ہے؟" میں نے جواب دیا " صرف یہ کہ میں نے نہاوند کی سرداری پر فائز رہ کر اور آپ سے خلعت فاخرہ وصول کر کے اپنی زندگی کی بدترین غلطیاں کی ہیں۔ براہ کرم آپ اپنی خلعت فاخرہ واپس لے لیں"۔ خلیفہ یکدم جلال میں آ گیا اور بولا" یہ تو کیا بک رہا ہے؟" میں نے نہایت نرمی اور خوش اخلاقی سے عرض کیا:" جناب والا! میں نے جو کچھ کہا ہے اپنے ہوش وحواس میں رہ کر کہا ہے۔ آج جب آپ نے ایک سردار کو محض اس وجہ سے خطار کار قرار دے دیا کہ اس نے غلطی سے آپ کی عطا کردہ خلعت سے ناک پونچھ لی تھی تو میں نے سوچا کہ میرے مالک حقیقی نے بھی ہمیں ایک مستقل خلعت عطا کر رکھی ہے اور ہم اس خلعت سے کیسا نازیبا اور ناروا سلوک کرتے ہیں کیا ہمیں ہماری اس گستاخی کی سزا نہیں دی جائے گی؟ ضرور دی جائے گی۔ امیر المومنین! آپ مخلوق ہیں اور جب آپ کو یہ پسند نہیں کہ کوئی آپ کی عطا کردہ خلعت سے بے ادبی کرے تو وہ جو ہم سب کا مالک وخالق ہے یہ بات کیونکر گوارا کرے گا کہ ہم اس کی عطا کردہ خلعت کو اس کی مخلوق کے سامنے کریں"۔

خلیفہ چکرا گیا گھبرا کر آہستہ سے بولا۔" اے نہاوند کے سردار تو جا سکتا ہے"۔ چنانچہ وہ نہاوند کا سردار جواب سرداری کو ترک کر چکا تھا۔ اس وقت کے مشہور بزرگ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ذریعے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر توبہ کی اب دنیا انہیں حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

اب اس حکایت پر غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کیا کچھ عطا نہیں کیا؟ کون سی ایسی

نعمت ہے جس سے انسان محروم ہے۔ آخر ہم کس کس نعمت کی نافرمانی کریں گے۔ ہوا' پانی' آگ و خاک یا جسم ہر ہر نعمت ہی تو خالق کائنات کے شکر کی ادائیگی کی طرف پکار رہی ہے۔ یاد رہے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرمارہا ہے۔

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ

ترجمہ: پھر تم سے ہر ایک نعمت کے متعلق پوچھ کچھ ہوگی۔

کیا ہم اس قابل ہیں کہ ہر نعمت کے بارے میں سوالات کے جواب دے سکیں۔ ادھر صرف ایک دنیادار بادشاہ نے ایک دنیادار سردار کو حقیر دنیوی تحفہ یعنی خلعت دی اور معمولی سی غیر اختیاری غلطی پر اس سے وہ حقیر سی خلعت واپس لے لی۔ ادھر ہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ بے شمار نعمتوں کی ہر طرح سے ناشکری کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہم سے (خدانخواستہ) ناراض ہو گیا تو کیا کوئی دوسرا خدا ہے جس کے پاس جا سکیں گے؟؟ اگر کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ نے ہم سے پوچھ لیا کہ بتاؤ میں نے تم کو جوانی عطا کی اس کو کیسے گزارا؟ میں نے تم کو مال عطا کیا اس کو کیسے صرف کیا؟ میں نے تمہیں دنیا کی بے شمار نعمتیں عطا کیں ان کا استعمال کیسے کیا؟ میں نے تمہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کیا اور حکم فرمایا:

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ...... الخ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان مرنا......

یعنی تم خلوت میں ہو یا جلوت میں ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ایمان لانے کے بعد کہیں ایسے کام نہ کر بیٹھنا جو تم سے مومن کی صفات کو دور کر دیں۔ یعنی کسی غیر مسلم کے طریقے پر نہ چلنا۔ کسی نصرانی' یہودی یا آتش پرست کی پیروی نہ کرنا کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ ایسا کرنے سے بے خبری میں خدا کی ناراضگی مول لے لو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من تشبه بقوم فهو منهم

ترجمہ: جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا۔ پس وہ انہی میں سے ہوگا۔

بلکہ تم مرنا تو مسلمان ہی مرنا تاکہ جب جنازہ اٹھے دنیا والے کہیں کہ واقعی یہ کسی

عاشق رسول (ﷺ) کا جنازہ جا رہا ہے۔ خالق کے فرمانبردار کا جنازہ جا رہا ہے۔ کسی مقبول خدا بندے کا جنازہ جا رہا ہے۔

اب ہمیں خود ہی یہ فیصلہ کرنا ہوگا اپنا محاسبہ کرنا ہوگا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کتنا ڈرتے ہیں اور کیا واقعی ہم اپنے پروردگار سے ایسا ڈرے جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے یا پھر دنیا کے معمولی افسروں سے مال دنیا کی خاطر ڈرتے رہے۔

کیا واقعی ہمارے اعمال ایسے ہیں کہ ہم فخر یہ کہہ سکیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اس پر ہمیں خوب سوچنا ہوگا۔

ہمیں سوچنا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ پوچھ لیا کہ میں نے تم کو ایمان کی دولت عطا کی اور پھر یہ حکم فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ“۔

کیا ہم خود کو اور اپنے اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے بچا رہے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ خود بھی رشوت لیتے اور کھاتے ہوں اور گھر والوں کو بھی خوب رشوت کا مال کھلا رہے ہوں۔ کیا ہمیں گناہ کرنے سے شرم نہیں آتی۔ کیا کبھی ہم اپنے گناہوں پر نادم ہوئے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو ہنس ہنس کر گناہ کرتا ہے وہ روتا ہوا جہنم میں جائے گا“۔

افسوس ہم مال و دولت کی محبت میں پڑ کر سب کچھ بھول گئے۔

جیتنے دنیا سکندر تھا چلا
جب گیا دنیا سے خالی ہاتھ تھا
دولت دنیا کے پیچھے تو نہ جا
آخرت میں مال کا ہے کام کیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے''۔

مگر ہم لوگ غفلت کی دلدل میں پھنستے جا رہے ہیں اور شیطان کی پیروی میں مصروف ہیں۔ شیطان ہمیں اغیار کے طریقوں کی طرف رغبت دلاتا ہے اور ہم آنکھیں بند کیے اس کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ شیطان ہمیں دین سے دور لے جا رہا ہے مگر ہم پر کسی بات کا اثر تک نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ اب ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اس کے احکامات کی بجا آوری کریں اور شیطان کے واروں سے بچنے کے لیے پیروی رسول اللہ ﷺ کریں۔

آج ہمارے ایمان کی یہ حالت ہے کہ اگر ایک ڈاکٹر کسی مریض کو کہہ دے کہ فلاں چیز سے پرہیز کرو ورنہ تمہاری صحت کو خطرہ ہے تو بندہ فوراً ڈاکٹر کی بات پر عمل کرتے ہوئے نقصان دہ چیزوں سے پرہیز کرتا ہے۔

وکیل صاحب کہتے ہیں اگر یہ بیان دیا جائے تو بندہ سزائے موت سے بچ سکتا ہے تو فوراً بیان ویسا ہی دیا جاتا ہے۔ سائنسی آلات اگر یہ بتا دیں کہ کل فلاں جگہ زلزلہ آئے گا تو لوگ فوراً وہ جگہ خالی کر دیں گے لیکن اگر خدا اور اس کے محبوب رسول ﷺ یہ پیش گوئی فرما دیں کہ اگر نماز جان بوجھ کر قضا کی تو دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال جہنم کی آگ میں جلنا پڑے گا۔ ایک روزہ قضا کیا تو نو لاکھ سال جہنم میں جلنا ہوگا اور جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی وہ اس وجہ سے جہنم میں جائے گا تو یہ سب سن کر ہمارے سر پر جوں تک نہیں رینگتی ہاں یہی ہمارے ایمان کی حالت ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر کی بات غلط ہو سکتی ہے۔ وکیل کی دلیل جھوٹی ہو سکتی ہے۔ سائنسی آلات و مراکز کی پیش گوئی غلط ثابت ہو سکتی ہے لیکن خالق و مالک کائنات اور اس کے بھیجے ہوئے محبوب رسول سید المرسلین ﷺ کی ایک ایک بات سچ و حق ہے۔ غلط ہونا تو دور کی بات اس میں ذرا برابر بھی کمی یا زیادتی ممکن نہیں ہے۔

اس لیے ابھی موقع غنیمت جانتے ہوئے ہمیں اپنا اپنا محاسبہ ابھی سے شروع کر دینا

چاہیے اور اپنی زندگی کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے طریقے پر چلانے کی سعی کرنی چاہیے پھر ہی ہم اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے بن سکیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو گیا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی طرح ہمارے دل میں بھی اپنے محبوب ﷺ کی محبت کی شمع روشن کردے گا۔

بہر غفلت تیری ہستی نہیں
دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں
مال کے جنجال سے ہم کو نکال
ہو عطا یارب ہمیں سوز اویس (رضی اللہ عنہ)
آمین بجاہ النبی طٰہٰ ویٰسین

دربار اویسی رضی اللہ عنہ

ہوئی اویس (رضی اللہ عنہ) تے جد تاثیر مصطفیٰ (ﷺ) دی
رکھی سجا کے دل وچ تصویر مصطفیٰ (ﷺ) دی
اک دند دے تصور بن شہید کیتے
سمجھی اویس (رضی اللہ عنہ) قربانی توقیر مصطفیٰ (ﷺ) دی
پورا اوہناں نوں آیا اوہ خرقہ مبارک
خواجہ دے حصے آئی جاگیر مصطفیٰ (ﷺ) دی
سی ذات مصطفیٰ (ﷺ) دی اوہدی نظر دا چانن
خواجہ اویس قرنی (رضی اللہ عنہ) قربانی تنویر مصطفیٰ (ﷺ) دی
وسدا رہوے ہمیشہ اویسی ایہہ دوارہ
اس درتوں لبھ دی اے تفسیر مصطفیٰ (ﷺ) دی
پیران پیر (رضی اللہ عنہ) یارو رہبر بشیر دے نے
نظر کرم اویسی تاثیر مصطفیٰ (ﷺ) دی

منقبت

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

اے سرور یگانہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ
محبوب زمانہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

کرنا نظر جو مجھ پر آیا ہوں تیرے در پر
اے عاشقوں کے رہبر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

تم گنج سرمدی ہو مقبول ایزدی ہو
محبوب احمدی ہو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

جو رمز ہے تمہاری اللہ کو ہے پیاری
واقف ہے خلق ساری حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

تو شہنشاہ نرالا تیرا ہے بول بالا
مطلوب کملی والا ﷺ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

قصیدۂ مقدسہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

صل یارب علی راس فریق الناس

اے اللہ! تمام لوگوں کے سردار پر درود بھیج!

منہ للخلق امان برمان الیاس

قیامت میں صرف انہی سے مخلوق کو امان ہوگی

صل یارب علی من ھو فی حرغد

اے رب تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جس ذات نے

کل من یظما یسقیہ رحیق الکاس

ہر پیاسے کو خالص شرابِ طہورا کے پیالے بھر بھر کے پلائیں گے

صل یارب علی من برجاء الکرم

اے رب تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جسکے لطف و کرم سے

خص من جآء الیہ بعموم الناس

ان کا کرم اپنے پرائے کیلئے ہے جو بھی آیا محروم نہ رہا

صل یا رب علی مونس کل البشر

اے رب! ہر بشر کے مونس و غمخوار پر درود بھیج!

مبدل الوحشۃ فی قبر باستینا

ہر قبر میں اپنے انس سے قبر والے کی وحشت دور فرمائیں گے

صل یارب علی روح رئیس الرسل

اے رب تعالیٰ! رسل کرام علیہم السلام کے روح اور انکے سردار پر درود بھیج!

فنفتدی نحن علی أرجله بالراس

ہم تو ان کے قدموں پر سر قربان کرنے والے ہیں

صل یارب علی ذی نعم دائمة

اے رب تعالیٰ! دائمی نعمتوں والے نبی ﷺ پر درود بھیج

نعم الیوم علی الخلق بلا مقیاس

مخلوق پر آج بھی ان کی ان گنت نعمتیں ہیں!

صل یارب علی صاحب شرع حسن

اے رب تعالیٰ بہترین شریعت والے نبیؐ (ﷺ) پر درود بھیج!

فرق الناس متی جآء من النساس

جنہوں نے تشریف لاتے ہی اچھے برے سے ممتاز بتایا ہے

صل یارب علی ذی کرم امته

تدخل الجنة فی الحشر بلا وسواس

صل یارب علی من هو لو لاہ لما

یشمل الناسیة الکون مع الحساس

صل یارب علی من هو من عصمته

یعصم الحق محبیه من الخناس

حق تعالیٰ آپ کے عشاق کو خناس سے محفوظ رکھتا ہے

صل یارب علی من هو من عاذبه

اے رب! اس ذات پر درود بھیج جن کی ذات سے جس نے پناہ لی تو

لم تصل قط الیه ید الوسواس

اسے کبھی شیطان نہ بہکا سکے گا

صل یارب علی من هو من بارقه

اے رب تعالیٰ! اس ذات پر درود بھیج جن کی جس پر تلوار چمکی

السیف قد اذھب قطعا بصر الشماس
تو یقیناً دشمن کی آنکھ کو مٹا ڈالا!

صل یارب علی صاحب نوع الشرف
اے رب تعالیٰ شرافت والے نوع انسانی پر درود بھیج!

میز الناس بہ الفضل من الاجناس
جنہیں تیرے فضل نے نوع انسانی کے جنس سے ممتاز بنایا

صل یارب علی من بنخیل الکرم
اے رب تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جن کی نخیل کرم کے

فی ریاض الامم الیوم لنا الغراس
آج بھی رحم میں ہمارے لیے باغات موجود ہیں!

صل یارب علی من لغناء الکرم
اے رب تعالیٰ اس ذات پر درود بھیج جسکا غنائے کرم

من بیوت الفقرآء یذھب بالافلاس
فقراء کے گھروں سے افلاس کو مار بھگاتا ہے!

صل یارب علی عترتہ الطھرات
اے رب درود بھیج آپ کی عزت پاک پر

وعلی الصحب مع الحمزۃ والعباس
اور آپ کے صحابہ کرام اور حمزہ و عباس پر

صل یارب علی من لاویس منہ
اے رب تعالیٰ! اس ذات پر درود بھیج جنکے علاقے اویس کا

طھر القالب والقلب من الادناس
جسم اور دل غل و غش پاک و صاف ہوا

دُعائے مُغنی

یہ دُعا حصولِ غنا اور خیر و برکت کے لیے بہت ہی مجرب ہے بے شمار صوفیاء کرام کے معمول میں یہ دُعا شامل رہی ہے اور دُعا کے فوائد اور خواص بے پناہ ہیں کیونکہ اسے پڑھنے سے مشکل سے مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے۔ دُنیا اور آخرت سنور جاتی ہے، پڑھنے والے پر اللہ کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں، دُنیا میں عزت ملتی ہے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، ایمان میں استقامت پیدا ہوتی ہے، دشمنوں سے نجات ملتی ہے مشکلات آسان ہو جاتی ہیں گویا کہ اسے پڑھنے والا دنیا کے ہر کام سے غنی ہوتا چلا جاتا ہے اس لیے جو شخص اسے بعد نمازِ فجر گیارہ مرتبہ روزانہ کا معمول بنالے۔ ان شاء اللہ اسے دین و دُنیا میں بھلائی حاصل ہوگی۔

جب کوئی مشکل درپیش ہو اور ہر طرف سے پریشانی اور خطرات نے گھیر رکھا ہو تو اس صورت میں اس دُعا کو اہم مرتبہ روزانہ نمازِ فجر کے فرضوں اور سنتوں

کے درمیان چالیس روز تک پڑھے اگر ایسا نہ کر سکے تو صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد پڑھے اول آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے جسم اور قلب کی طہارت کا خاص خیال رکھے اِن شاء اللہ جو مقصد بھی ہوگا وُہ بارگاہِ ربّ العزت میں قبول ہوگا۔ ہر روز دعائے مغنی پڑھنے کے بعد اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر دُعا مانگیں اِن شاء اللہ ہر مشکل حل ہوگی۔

رفع حاجت کے لیے اس دُعا کو پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ تین روز متواتر روزے رکھے اور عشاء کی نماز کے بعد اس دُعا کو ۴۱ مرتبہ پڑھے اِن شاء اللہ جو بھی جائز حاجت ہو گی اسے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ پڑھائی شروع کرتے وقت اوّل آخر دُرود شریف پڑھنا بہت بہتر ہے۔ اس کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ حسبِ ذیل ہے :۔

عروجِ ماہ کے اول پنجشنبہ کو نمازِ فجر سے پہلے غسل کرے اور لباس معطر و مطہر پہن کر صاف ستھری جگہ اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ دُرود شریف اور سات مرتبہ دُعائے مذکور مع تسمیہ پڑھا کرے۔ اِن شاء اللہ ایک سو بیس دن گزرنے کے بعد زکوٰۃ پوری ہو جائے گی۔ اس کے بعد روزانہ مابین سنت و فرض نمازِ فجر کے ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے یا بعد نمازِ صبح۔ ایامِ زکوٰۃ میں گائے کا گوشت، مچھلی، انڈا، لہسن، پیاز، خام ہینگ وغیرہ استعمال میں نہ رہے۔ بعد ادائے زکوٰۃ کوئی پرہیز نہیں۔ البتہ منہیات شرعی سے سختی سے بچتا رہے، اکلِ حلال، صدقِ مقال پر کوشاں اور پابند رہے، اگر اتفاقی کوئی حاجت پیش آوے تین روز متواتر روزہ رکھے اور نمازِ فجر کے سنت و فرض کے مابین دُعائے مذکور مع اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ دُرود شریف تین مرتبہ روزانہ پڑھے اور بعد پڑھنے کے سربسجود ہو کر اللہ پاک سے بحرمت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور بطفیل دعائے

مغنی شریف حاجت طلب کرے۔
دُعائے مغنی کو روزانہ سات مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لینے سے اضافۂ رزق کا سبب بنتا ہے اور مالی تنگی دُور ہوجاتی ہے، دُعائے مغنی کی زکوٰۃ ادا کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ترک حیوانات جلالی و جمالی کرکے اس دُعا کو چالیس دن تک روزانہ ۲۵ مرتبہ پڑھے اِن شاء اللہ غنی بن جائے گا اور دولت کے معاملے میں جو چاہے گا اللہ کی رحمت سے ملے گا۔

دُعائے مُغنی از حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اے اللہ دُرود بھیج ہمارے سردار محمدؐ اور ہمارے سردار محمدؐ
اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ؕ وَبِكَ
کی آل پر اور برکت اور سلامتی اور تجھی سے
اَسْتَغِيْثُ فَاَغِثْنِيْ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ
مدد مانگتا ہوں تو میری مدد فرما اور تجھی پر میرا بھروسہ ہے
فَاكْفِنِيْ يَا كَافِيْ اِكْفِنِي الْمُهِمَّاتِ مِنْ
میری کفایت فرما اے کافی کفایت فرما میری دُنیا اور آخرت کی

اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۃ وَیَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا
مشکلات میں اور اے بخشش کرنے والے دنیا اور

وَالْاٰخِرَۃِ وَیَا رَحِیْمَھُمَا ۃ اَنَا عَبْدُكَ بِبَابِكَ
آخرت میں اور ان دونوں میں رحم کرنے والے میں تیرا بندہ تیرے در پر پڑا ہوں

فَقِیْرُكَ بِبَابِكَ سَائِلُكَ بِبَابِكَ ذَلِیْلُكَ
فقیر ہوں تیرے در کا سوالی ہوں تیرے در کا، عاجز ہوں تیرے در

بِبَابِكَ اَسِیْرُكَ بِبَابِكَ ضَعِیْفُكَ بِبَابِكَ
پر قیدی ہوں تیرے در کا کمزور تیرا تیرے در پر ہے

مِسْكِیْنُكَ بِبَابِكَ ضَیْفُكَ بِبَابِكَ یَا رَبَّ
مسکین تیرا تیرے در پر ہے مہمان تیرا تیرے در پر ہے اے پروردگار

الْعٰلَمِیْنَ ۃ اَلطَّالِحُ بِبَابِكَ یَا غِیَاثَ
جہانوں کے تباہ حال تیرے در پر ہے اے فریاد رس

الْمُسْتَغِیْثِیْنَ ۃ مَهْمُوْمُكَ بِبَابِكَ یَا
فریادیوں کے غمگین تیرا تیرے در پر ہے اے

كَاشِفَ كُرَبِ الْمَكْرُوْبِیْنَ ۃ عَاصِیْكَ
کھولنے والے مصیبت، مصیبت زدوں کے گنہگار تیرا

بِبَابِكَ یَا طَالِبَ الْبَارِّیْنَ ۃ الْمُقِرُّ بِبَابِكَ
تیرے در پر ہے اے تلاش کرنے والے نیکوکاروں کے گناہوں کا اقراری تیرے در پر ہے

يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ اَلْخَاطِيُ بِبَابِكَ

اے بہت رحم کرنے والے رحم کرنے والوں سے خطاکار تیرے در پر ہے

يَا غَافِرَ الْمُذْنِبِيْنَ ۝ اَلْمُعْتَرِفُ بِبَابِكَ يَا

اے بخشنے والے گنہگاروں کے گناہوں کا ماننے والا تیرے دَر پر ہے اے

رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلظَّالِمُ بِبَابِكَ يَا مَاْمَلَ

پروردگار جہانوں کے ظالم تیرے دَر پر ہے اے امید گاہ طلب

الطَّالِبِيْنَ ۝ اَلْمُسِيْئُ بِبَابِكَ اَلْبَآئِسُ

کرنے والوں کے بدکار تیرے دَر پر ہے ڈرا ہُوا

بِبَابِكَ اَلْخَاشِعُ بِبَابِكَ اِرْحَمْنِيْ يَا مَوْلَاىَ

تیرے دَر پر ہے عاجز تیرے دَر پر ہے رحم کر مجھ پر اے میرے مولا

اَنْتَ الْغَافِرُ وَاَنَا الْمُسِيْئُ وَهَلْ يَرْحَمُ

تو بخشنے والا ہے اور میں گنہگار ہوں اور کون رحم کرے گا

الْمُسِيْئَ اِلَّا الْغَافِرُ ۝ مَوْلَاىَ مَوْلَاىَ

گنہگار پر بخشنے والے کے سوا میرے مولا میرے مولا

اَنْتَ الرَّبُّ وَاَنَا الْعَبْدُ وَهَلْ يَرْحَمُ

تو پروردگار ہے اور میں بندہ ہوں اور نہیں رحم کرتا بندے

الْعَبْدَ اِلَّا الرَّبُّ ۝ مَوْلَاىَ مَوْلَاىَ اَنْتَ

پہ مگر پروردگار میرے مولا میرے مولا تو

الْمَالِكُ وَاَنَا الْمَمْلُوْكُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَمْلُوْكَ

تو مالک ہے اور میں مملوک اور نہیں رحم کرتا مملوک پر کوئی

اِلَّا الْمَالِكُ ۝ مَوْلَايَ مَوْلَايَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

بھی مالک کے سوا میرے مولا میرے مولا تو غالب ہے

وَاَنَا الذَّلِيْلُ وَهَلْ يَرْحَمُ الذَّلِيْلَ اِلَّا

اور میں ذلیل اور نہیں رحم کرتا ذلیل پر مگر

الْعَزِيْزُ ۝ مَوْلَايَ مَوْلَايَ اَنْتَ الْقَوِيُّ

عزیز میرے مولا میرے مولا تو طاقت والا ہے

وَاَنَا الضَّعِيْفُ وَهَلْ يَرْحَمُ الضَّعِيْفَ

اور میں کمزور ہوں اور نہیں رحم کرتا کمزور پر

اِلَّا الْقَوِيُّ ۝ مَوْلَايَ مَوْلَايَ اَنْتَ الْكَرِيْمُ

طاقتور کے سوا میرے مولا میرے مولا تو کریم ہے

وَاَنَا اللَّئِيْمُ وَهَلْ يَرْحَمُ اللَّئِيْمَ اِلَّا الْكَرِيْمُ ۝

اور میں ناکس اور نہیں رحم کرتا ناکس پر کریم کے سوا کوئی

مَوْلَايَ مَوْلَايَ اَنْتَ الرَّزَّاقُ وَاَنَا

میرے مولا میرے مولا تو بہت رزق دینے والا ہے اور میں

الْمَرْزُوْقُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَرْزُوْقَ اِلَّا

رزق دیا ہوا اور نہیں رحم کرے گا مرزوق پر مگر

الرَّزَّاقُ ۝ مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ

رازق میرے مولا میرے مولا تو عزت والا

وَاَنَا الذَّلِیْلُ وَاَنْتَ الْغَفُوْرُ وَاَنَا الْمُذْنِبُ

اور میں ذلیل ہوں اور تو بخشنے والا اور میں گنہگار ہوں

وَاَنْتَ الْقَوِیُّ وَاَنَا الضَّعِیْفُ ۝ اِلٰهِیْ

اور تو طاقت والا اور میں کمزور ہوں اے اللہ

اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ فِیْ ظُلْمَةِ الْقُبُوْرِ وَ

توبہ توبہ قبور کی تاریکی اور اس کی

ضِیْقِهَا ۝ اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ عِنْدَ

تنگی میں اے اللہ توبہ توبہ منکر نکیر کے

سُؤَالِ مُنْکَرٍ وَّنَکِیْرٍ وَّهَیْبَتِهِمَا ۝ اِلٰهِیْ

سوال کرنے اور ان کی ہیبت کے وقت اے اللہ

اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ عِنْدَ وَحْشَةِ الْقُبُوْرِ وَ

پناہ دے پناہ دے قبر کی تنہائی اور

ضَغْطَتِهَا ۝ اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ فِیْ

تنگی کے وقت اے اللہ پناہ دے پناہ دے اس دن

یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝

سے جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے

اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی

اے اللہ پناہ دے پناہ دے اس دن سے جس میں صور

الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ

پھونکا جائے گا پس مر جائے گا جو آسمانوں اور زمین

فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۝ اِلٰهِیْ

میں ہے مگر جس کو اللہ چاہے اے اللہ

اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ

پناہ دے پناہ دے اس دن سے کہ کانپ جائے گی

زِلْزَالَهَا ۝ اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ

زمین اے اللہ پناہ دے پناہ دے اس دن

تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ ۝ اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ

جب پھٹ جائے گا آسمان ساتھ بادل کے اے اللہ پناہ دے

اَلْاَمَانَ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ

پناہ دے اس دن سے کہ لپیٹ دے گا تو آسمان کو مثل لپیٹ دینے قبالہ

لِلْكُتُبِ ۝ اِلٰهِیْ اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ یَوْمَ

کے کتابوں کو اے اللہ پناہ دے پناہ دے اس دن سے

تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ

جب بدلا جائے گا زمین کو غیر زمین سے اور آسمانوں کو

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ
اور ظاہر ہوں گے اللہ واحد قہار کے لیے اے اللہ پناہ دے
اَلْاَمَانَ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ وَ
پناہ دے اس دن سے جب دیکھے گا آدمی اپنے کیے کو اور
يَقُوْلُ الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا ۝ اِلٰهِيْ
کہے گا کافر کاش میں مٹی ہوتا اے اللہ
اَلْاَمَانَ اَلْاَمَانَ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ
پناہ دے پناہ دے اس دن سے جب نفع نہ دے گا مال اور اولاد
اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ اِلٰهِيْ اَلْاَمَانَ
مگر جو آئے گا اللہ کے پاس سلیم دل سے اے اللہ پناہ دے
اَلْاَمَانَ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ
پناہ دے اس دن سے جب منادی آواز دے گا عرش میں سے
اَيْنَ الْعَاصُوْنَ وَاَيْنَ الْمُذْنِبُوْنَ وَاَيْنَ الْخَائِفُوْنَ
کہ کہاں ہیں عاصی اور کہاں ہیں گنہگار اور کہاں ہیں ڈرنے والے
وَاَيْنَ الْخَاسِرُوْنَ هَلُمُّوْا اِلَى الْحِسَابِ اَنْتَ تَعْلَمُ
اور کہاں ہیں خسارے والے آؤ حساب کی طرف تو جانتا ہے میرے
سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ
پوشیدہ اور ظاہر کو پس قبول کر میرا عذر اور تو میری حاجت کو
فَاَعْطِنِيْ سُؤَالِيْ ۝ يَا اِلٰهِيْ آهٍ مِنْ كَثْرَةِ
جانتا ہے پس عطا کر مجھے سوال میرا اے اللہ افسوس گناہوں کی کثرت

الذُّنُوبِ وَالعِصيانِ آه مِنْ كَثْرَةِ الظُّلمِ وَ

کثرت سے اور نافرمانی سے ۔ افسوس ظلم اور

الجَفاءِ آه مِنَ النَّفسِ المطرُودَة آه مِنَ النفسِ

بدی کی کثرت سے ۔ افسوس نفس امارہ سے افسوس اس نفس پر

المطبُوعَةِ لِلهوى آه مِنَ الهوى آه مِن الهوى

جو خواہشات کا پجاری ہے افسوس خواہش نفسانی پر افسوس خواہش نفسانی پر

آه مِنَ الهوى اَغِثني يا مُغِيثُ عِندَ تغيُّرِ

افسوس خواہش نفسانی پر فریاد سُن میری اے فریادرس میری حالت کی تبدیلی کے

حالی ۞ اِلهي اِنّي عبدُكَ المُذنِبُ

وقت اے اللہ میں تیرا گنہگار مجرم خطاکار

المُجرِمُ المُخطِئُ اَجِرني مِنَ النّارِ يا

بندہ ہوں پناہ دے مجھے دوزخ سے اے پناہ دینے

مُجيرُ يا مُجيرُ يا مُجيرُ ۞ اَللّهمّ اِنْ

والے اے پناہ دینے والے اے پناہ دینے والے اے اللہ اگر تو مجھ پر

تَرحَمني فَاَنتَ اَهلٌ وَاِنْ تُعذِّبني

رحم کرے تو تُو اہل ہے اور اگر تُو مجھے عذاب دے

فَاَنَا اَهلٌ فَارحَمني يا اَهلَ التَّقوىٰ

تو میں اس کا اہل ہوں پس رحم فرما مجھ پر اے تقویٰ والے

وَيَا أَهْلَ الْمَغْفِرَةِ وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

اور اے بخشش والے اور اے زیادہ رحم والے رحم کرنیوالوں سے

وَيَا خَيْرَ الْغَافِرِيْنَ وَيَا خَيْرَ النَّاصِرِيْنَ

اور اے بہتر بخشش والوں کے؛ اور اے بہتر مددگاروں کے

حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى

کافی ہے مجھے اللہ اور اچھا ہے کارساز اچھا ہے مولیٰ

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى

اور اچھا ہے مددگار اور درود بھیجے اللہ تعالیٰ اپنی

خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ

خلقت میں سے بہترین ہمارے سردار محمد پر اور اُن کی آل پر اور

اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ

اصحاب سب پر اپنی رحمت سے اے بہت رحم کرنیوالے

الرَّاحِمِيْنَ ۝

رحم کرنے والوں سے۔

تصنیفِ اعلیٰ حضرت سے ماخوذ سیرت الرسول ﷺ کا عظیم علمی و تحقیقی مجموعہ

افادات — شیخ الاسلام والمسلمین

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ

مکمل چار جلدوں میں

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی حیات و افکار کا تحقیقی و مطالعاتی جائزہ

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

تصنیف

استاد ابو زہرہ مصری

ترجمہ

علامہ وارث علی نعیمی

امجد الاحادیث

افادات — صدر الشریعہ بدر الطریقہ

حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف مفتی محمد ابو الحسن قادری مصباحی براچی

مکمل 2 جلدیں

اسٹاکسٹ: چوہدری کتاب گھر جی ٹی روڈ دینہ ضلع جہلم

علماء خطباء و مبلغین مقررین کیلئے بے مثال تحفہ

اسرارِ خطابت

8 مکمل جلدیں



پیر محمد مقبول احمد سرور

پورے سال کے خطباتِ جمعہ سے بے نیاز کر دینے والی کتاب

اُردو ترجمہ

نفحاتُ الاُنس

یعنی

چھ سو پچیس اولیائے کرام کے حالات مع سوانح عمری حضرت مصنف علیہ الرحمہ

از تصنیفِ لطیف

مقبول بارگاہِ کبریا عاشق صادق جنابِ رسولِ مقبول ﷺ

حضرت مولانا نورالدین **محمد عبدالرحمٰن جامی** نقشبندی الاحراری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

جناب مولانا حافظ **سید احمد علی** چشتی نظامی

ناشر

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور فون 7246006

عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

مؤلف

ڈاکٹر سیّد محمد عامر گیلانی

شبّیر برادرز ٠ ۴۰ بی۔ اُردو بازار ٠ لاہور

القولُ الصّواب

ایصالِ ثواب

از افادات

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی

از قلم

خادم مناظر اسلام قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

خطیب جامع غوثیہ قادریہ اسلام پورہ گلہ مہر نوروالا گوجرانوالہ

ناشر

شبیر برادرز B-40 اُردو بازار لاہور